﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک8/اپریل2011ء | 04/جمادی الاوّل 1432 ہجری قمری ❁ 8/شہادت 1390ہجری شمسی | شمارہ 14

ایمان کی حقیقت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن لوگوں کے لئے باہر تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لائے۔ (بخاری کتاب الایمان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

سب لوگ یادرکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھ کو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔

جب تک سچے دل سے اور روحانیت کے ساتھ یہ اعمال نہ ہوں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جن کی نمازوں میں فساد ہے اور نفسانی اغراض چھپے ہوئے ہیں ان کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہرگز نہیں ہیں اور وہ زمین سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ہیں۔

بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی ضرورت کیا ہے؟ کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں؟ ان کی نظر ظاہر پر ہے۔ حقیقت پر نگاہ نہیں۔ ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں۔

26/دسمبر 1903ء کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پرتاثیر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''مَیں نے اس واسطے چند کلمات کے بیان کرنے کی ضرورت سمجھی ہے کہ چونکہ موت کا اعتبار نہیں ہے اور کوئی شخص اپنی نسبت یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کس قدر ہے اور کتنے دن باقی ہیں۔ اس لئے مجھے یہ اندیشہ بار بار پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری جماعت میں سے کوئی ناواقف ہو تو وہ واقف ہو جائے کہ اس سلسلہ کے قائم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے؟ اور ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی غلطی ہے کہ کوئی اتنا ہی سمجھ لے کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا ہی نجات ہے۔ اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ مَیں اصل غرض بتاؤں کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔ سب لوگ یادرکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھ کو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔

نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اَور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآن شریف کے بعد کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو خوب یادرکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہ آئے گی، نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتابوں میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورت حقہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالماتِ الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے۔ بلکہ یہ جو کچھ اُسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جب زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں اور اہل دنیا ایمان کی حقیقت نہیں سمجھتے اور ان کے پاس پوست یا ہڈی رہ جاتی ہے اور مغز اور لُب نہیں رہتا۔ ایمانی قوت کمزور ہوتی ہے اور شیطانی تسلط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ ایمانی ذوق اور حلاوت نہیں رہتی۔ ایسے وقتوں میں عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک کامل بندہ کو جو خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت میں فنا شدہ اور محو ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف بخش کر بھیجتا ہے۔ اور اب اس وقت اُس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں الٰہی محبت بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے۔

اگرچہ عام نظر میں یہ دیکھا جاتا ہے لوگ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بھی قائل ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ سلم کی بھی زبان سے تصدیق کرتے ہیں۔ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ روحانیت بالکل نہیں رہی اور دوسری طرف ان اعمال صالحہ کے مخالف کام کرنا ہی شہادت دیتا ہے کہ وہ اعمال، اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں کئے جاتے بلکہ رسم اور عادت کے طور پر کئے جاتے ہیں کیونکہ ان میں اخلاص اور روحانیت کا شمہ بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان اعمالِ صالحہ کے برکات اور انوار ساتھ نہیں ہیں۔ خوب یادرکھو کہ جب تک سچے دل سے اور روحانیت کے ساتھ یہ اعمال نہ ہوں کچھ فائدہ نہ ہوگا اور یہ اعمال کام نہ آئیں گے۔ اعمال صالحہ اسی وقت اعمال صالحہ کہلاتے ہیں جب اُن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ صلاح کی ضد فساد ہے۔ صالح وہ ہے جو فساد سے مبرّ امنزّہ ہو۔ جن کی نمازوں میں فساد ہے اور نفسانی اغراض چھپے ہوئے ہیں ان کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہرگز نہیں ہیں اور وہ زمین سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ہیں کیونکہ ان میں اخلاص کی روح نہیں اور وہ روحانیت سے خالی ہیں۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی ضرورت کیا ہے؟ کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں؟ وہ اس طرح پر دھوکا دیتے ہیں اور کچھ تعجب نہیں کہ بعض لوگ جو ناواقف ہوتے ہیں ایسی باتوں کو سن کر دھوکا کھا جاویں اور ان کے ساتھ مل کر یہ کہہ دیں کہ جس حالت میں ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور وِرد وظائف کرتے ہیں پھر کیوں یہ پھوٹ ڈال دی۔ یادرکھو کہ ایسی باتیں کم سمجھی اور معرفت کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ میرا اپنا کام نہیں ہے۔ یہ پھوٹ اگر ڈال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ کیونکہ ایمانی حالت کمزور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایمانی قوت بالکل ہی معدوم ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ حقیقی ایمان کی روح پھونکے جو اس سلسلہ کے ذریعہ سے اس نے چاہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اعتراض بیجا اور بیہودہ ہے۔ پس یادرکھو کہ ایسا وسوسہ ہرگز ہرگز کسی کے دل میں نہیں آنا چاہئے۔ اور اگر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے تو یہ وسوسہ آ ہی نہیں سکتا۔ غور سے کام نہ لینے کے سبب ہی سے وسوسہ آتا ہے جو ظاہری حالت پر نظر کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اَور بھی مسلمان ہیں۔ اس قسم کے وسوسوں سے انسان جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

مَیں نے بعض خطوط اس قسم کے لوگوں کے دیکھے ہیں جو بظاہر ہمارے سلسلہ میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے جب یہ کہا گیا کہ دوسرے مسلمان بھی بظاہر نماز پڑھتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور نیک معلوم ہوتے ہیں پھر اس نئے سلسلہ کی کیا حاجت ہے؟ یہ لوگ باوجودیکہ ہماری بیعت میں داخل ہیں ایسے وسوسے اور اعتراض سن کر لکھتے ہیں کہ ہم کو اس کا جواب نہیں آیا۔ ایسے خطوط پڑھ کر مجھے ایسے لوگوں پر افسوس اور رحم آتا ہے کہ انہوں نے ہماری اصل غرض اور منشاء کو نہیں سمجھا۔ وہ صرف دیکھتے ہیں کہ رسمی طور پر یہ لوگ ہماری طرح شعائرِ اسلام بجالاتے ہیں اور فرائض الٰہی ادا کرتے ہیں حالانکہ حقیقت کی روح اُن میں نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ باتیں اور وساوس سحر کی طرح کام کرتے ہیں۔ وہ ایسے وقت نہیں سوچتے کہ ہم حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو انسان کو گناہ کی موت سے بچا لیتا ہے اور ان رسوم وعادات کے پیرو لوگوں میں وہ بات نہیں۔ اُن کی نظر ظاہر پر ہے۔ حقیقت پر نگاہ نہیں۔ ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ498تا500۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(خطاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 28/دسمبر 1927ء برموقع جلسہ سالانہ)

(چوتھی قسط)

قرآن کریم کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

کلام الٰہی میں سے خاص طور پر قرآن کریم کے متعلق بہت سی غلطیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بھی دور کیا ہے۔ مثلاً

(1) ایک غلطی بعض مسلمانوں کو یہ لگی ہوئی تھی وہ قرآن کریم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس میں تبدیلی ہوگئی ہے اور بعض حصّے اس کے چھپنے سے رہ گئے ہیں۔ اس خیال کی بھی آپ نے تردید فرمائی اور بتایا کہ قرآن کریم مکمل کتاب ہے۔ انسان کی جتنی ضرورتیں مذہب سے تعلق رکھنے والی ہیں وہ سب اس میں بیان کردی گئی ہیں۔ اگر اس کے بعض پارے یا حصے غائب ہو گئے ہوتے تو اس کی تعلیم میں ضرور کوئی کمی ہونی چاہئے تھی۔ اور ترتیب مضمون خراب ہوجانی چاہئے تھی۔ مگر نہ اس کی تعلیم میں کوئی نقص ہے اور نہ ترتیب میں خرابی جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا کوئی حصہ غائب نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن نے دعویٰ کیا اور چیلنج دیا ہے کہ اس میں ساری اخلاقی اور روحانی ضروریات موجود ہیں۔ لیکن اگر اس کا کوئی حصہ غائب ہوا ہوتا تو ضرور تھا کہ بعض ضروری اخلاقی یا روحانی امور کے متعلق اس میں کوئی ارشاد نہ ملتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس میں ہر ضرورتِ روحانی کا علاج موجود ہے۔ اور اگر یہ سمجھا جائے کہ قرآن کریم کے ایک حصہ کے غائب ہو جانے کے باوجود اس کے مطالب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ تو پھر تو جن لوگوں نے اس میں کمی کی ہے وہ حق بجانب تھے کہ انہوں نے ایسے لغو حصہ کو نکال دیا جس کی موجودگی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ قرآن کریم کے حُسن میں کمی کررہی تھی۔ اگر وہ موجود رہتا تو لوگ اعتراض کرتے کہ اس حصہ کا کیا فائدہ ہے اور اسے قرآن کریم میں کیوں رکھا گیا ہے۔

مجھے اس عقیدہ پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مَیں چھوٹا سا تھا کہ ایک دن آدھی رات کے وقت کچھ شور ہوا اور لوگ جاگ پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو بھیجا کہ جا کر دیکھو کیا بات ہے۔ وہ ہنستا ہوا واپس آیا اور بتایا کہ ایک دائی بچہ جنا کر واپس آرہی تھی کہ نانک فقیر اسے مل گیا اور اس نے اس کو مارنا شروع کر دیا۔ اس نے چیخنا چلّانا شروع کیا اور لوگ جمع ہوگئے۔ جب انہوں نے نانک سے پوچھا کہ تو اسے کیوں مار رہا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ میرے سرین کاٹ کر لے آئی ہے اس لئے اسے مار رہا ہوں۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تیرے سرین تو سلامت ہیں انہیں تو کسی نے نہیں کاٹا۔ تو حیران ہو کر کہنے لگا۔ اچھا۔ اور دائی کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو قرآن کریم میں تغیّر کے قائل ہیں۔ وہ غور نہیں کرتے کہ قرآن کریم آج بھی ایک مکمل کتاب ہے اگر اس کا کوئی حصہ غائب ہوگیا ہوتا تو اس کے کمال میں نقص آجاتا۔

غرض قرآن کریم کے مکمل ہونے کا ثبوت خود قرآن کریم ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ یا اور کوئی صحابی اس کی ایک آیت بھی نکال دیتے تو اس میں کمی واقع ہوجاتی۔ لیکن تعجب ہے کہ باوجود اس بیان کے کہ اس سے دس پارے کم کر دیئے گئے اس میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ اس صورت میں تو بڑے بڑے اہم مسائل ایسے ہونے چاہئیں تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں کچھ ذکر نہ ہوتا۔ مگر قرآن کریم میں دین اور روحانیت سے تعلق رکھنے والی سب باتیں موجود ہیں۔

(2) دوسرا خیال مسلمانوں میں یہ پیدا ہوگیا تھا کہ قرآن کا ایک حصہ منسوخ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا جواب نہایت لطیف پیرایہ میں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جن آیات کو لوگ منسوخ قرار دیتے تھے ان میں سے ایسے ایسے معارف بیان فرمائے جن کو سن کر دشمن بھی حیران ہوگئے۔ اور آپ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ایک آیت بھی قرآن کریم کی ایسی نہیں جس کی ضرورت ثابت نہ کی جاسکے۔ اور اب وہی غیر احمدی جو بعض آیات کو منسوخ کہتے تھے دشمنان اسلام کے سامنے انہیں آیات کو پیش کر کے اسلام کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (الکٰفرون: 7) کی آیت جسے منسوخ کہا جاتا تھا اب اسی کو مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

(3) تیسری غلطی قرآن کریم کے متعلق لوگوں کو یہ لگ رہی تھی کہ اکثر حصہ مسلمانوں کا یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے معارف کا سلسلہ پچھلے زمانہ میں ختم ہوگیا ہے۔

اس وہم کا ازالہ بھی آپ نے کیا اور اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اٹھائی اور ثابت کیا کہ نہ صرف یہ کہ پچھلے زمانہ میں اس کے معارف ختم نہیں ہوئے بلکہ آج بھی ختم نہیں ہوئے اور آئندہ بھی ختم نہ ہونگے۔

آپ فرماتے ہیں:”جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان **صُحُفِ مُطَھَّرہ** کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 158 روحانی خزائن جلد3 صفحہ 258)

چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں جو اس زمانہ کے متعلق تھیں اور جنہیں پہلے زمانہ کے لوگ نہیں سمجھتے تھے آپ نے قرآن کریم سے نکال کر سمجھائیں۔ مثلاً اِذَاالْعِشَارُعُطِّلَتْ (التکویر: 5) کی پیشگوئی تھی۔ اس کے معنے لوگ یہی کرتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ اونٹوں پر سوار نہ ہوں گے۔ مگر قیامت کو اونٹنی کیا، کوئی چیز بھی کام نہ آئے گی۔ بات یہ ہے کہ چونکہ یہ کلام پیشگوئی پر مشتمل تھا اور اس زمانہ کے لوگوں کے سامنے وہ حالات نہ تھے جو اس کے صحیح معنے کرنے میں ممدّ ہوتے اس لئے انہوں نے اسے قیامت پر چسپاں کر دیا۔ اصل میں یہ آخری زمانہ کے متعلق خبر تھی کہ اس وقت ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ اونٹ بیکار ہوجائیں گے۔ وہ مولوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ایک بات کی مخالفت کرتے ہیں ان کو بھی اگر موٹر کے مقابلہ میں اونٹ کی سواری ملے تو کبھی اس پر سوار نہ ہوں۔ اسی طرح مثلاً وَاِذَاالْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (التکویر: 6) کی پیشگوئی ہے یعنی وحوش جمع کر دیئے جائیں گے۔ یعنی چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اسی طرح اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ پہلے زمانہ میں قوموں کو ایک دوسرے سے وحشت تھی، آپس میں تنفّر تھا۔ اب ایسا وقت آیا کہ ایک دوسرے سے تار اور ریل اور جہازوں کے ذریعہ ملنے لگ گئے ہیں۔

اسی طرح یہ پیشگوئی تھی کہ وَاِذَاالْبِحَارُ سُجِّرَتْ (التکویر: 7) کہ دریا خشک ہوجائیں گے۔ اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ قیامت کے دن زلزلے آئیں گے اس وجہ سے دریا سوکھ جائیں گے۔ حالانکہ قیامت کے دن تو دنیا نے ہی تباہ ہو جانا تھا، دریاؤں کے سوکھنے کا کیا ذکر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا مطلب بتایا کہ دریاؤں کے سوکھنے سے مراد یہ تھی کہ ان میں سے نہریں نکالی جائیں گی۔

اسی طرح یہ پیشگوئی تھی کہ وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر: 8) مختلف لوگوں کو آپس میں ملا دیا جائے گا۔ اس کے یہ معنی کئے جاتے تھے کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کر دیا جائے گا۔ مرد و عورت اکٹھے ہو جائیں گے۔ حالانکہ قیامت کے دن تو اس زمین نے تباہ ہوجانا تھا۔ اس میں لوگوں کے اکٹھے ہونے کی کیا صورت ہوسکتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ ایسے سامان اور ذرائع نکلنے کی اس آیت میں پیشگوئی کی گئی تھی جن کے ذریعہ سے یہاں بیٹھا ہوا شخص دور دراز کے لوگوں سے باتیں کر سکے گا۔ اب دیکھ لو ایسا ہی ہو رہا ہے یا نہیں۔

اسی طرح آپ نے قرآن کریم کی مختلف آیات سے ثابت کیا کہ ان میں صحیح علوم طبعیہ کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَالْقَمَرِ اِذَاتَلٰھَا (الشمس: 2،3) کی آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ چاند اپنی ذات میں روشن نہیں بلکہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔

غرض آپ نے بیسیوں آیات سے بتایا کہ قرآن کریم میں مختلف علوم کی طرف اشارہ ہے جنہیں ایک ہی زمانہ کے لوگ نہیں سمجھ سکتے بلکہ اپنے اپنے وقت پر ان کی پوری سمجھ آسکتی ہے۔

اسی طرح زمانہ جوں جوں ترقی کرتا جائے گا قرآن کریم میں سے نئے علوم نکلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ آج آپ کے بتائے ہوئے اس اصول کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کا ایسا علم دیا ہے کہ کوئی اس کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کتنا بڑا تغیر کر دیا۔ آپ سے پہلے مولوی یہی کہا کرتے تھے کہ فلاں بات فلاں تفسیر میں لکھی ہے اور اگر کوئی نئی بات پیش کرتا تو کہتے بتاؤ یہ کس تفسیر میں لکھی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ جو خدا ان تفسیروں کے مصنفوں کو قرآن سکھا سکتا ہے، وہ ہمیں کیوں نہیں سکھا سکتا۔ اور اس طرح ایک کنویں کے مینڈک کی حیثیت سے نکال کر آپ نے ہمیں سمندر کا تیراک بنا دیا۔

(4) چوتھی غلطی لوگوں کو یہ لگ رہی تھی کہ قرآن کریم کے مضامین میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے۔ وہ یہ نہ مانتے تھے کہ آیت کے ساتھ آیت اور لفظ کے ساتھ لفظ کا جوڑ ہے۔ بلکہ وہ بسا اوقات تقدیم وتاخیر کے نام سے قرآن کریم کی ترتیب کو بدل دیتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خطرناک نقص کا بھی ازالہ کیا اور بتایا کہ تقدیم وتاخیر بیشک جائز ہوتی ہے۔ مگر کوئی یہ بتائے کہ کیا صحیح ترتیب سے وہ افضل ہوسکتی ہے۔ اگر ترتیب تقدیم وتاخیر سے اعلیٰ ہوتی ہے تو قرآن کی طرف ادنیٰ بات کیوں منسوب کرتے ہو؟

آپ نے آریوں کے مقابلہ میں دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کریم میں نہ صرف معنوی بلکہ ظاہری ترتیب کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے حتی کہ ناموں کو بھی زمانہ کے لحاظ سے ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ مضمون کی ترتیب کی وجہ سے نہیں آگے پیچھے کرنا پڑا ہو۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ معنوی ترتیب زبانی ترتیب پر مقدم ہوتی ہے۔

(5) پانچویں غلطی مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی مطالب قرآن کریم کے متعلق یہ پیدا ہوگئی تھی کہ قرآن کریم میں تکرار مضامین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ثابت کیا کہ قرآن کریم میں ہرگز تکرار مضامین نہیں ہے۔ بلکہ ہر لفظ جو آتا ہے وہ نیا مضمون اور نئی خوبی لے کر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی آیتوں کو پھول سے تشبیہ دی ہے۔ اب دیکھو کہ پھول میں بظاہر ہر نیا دائرہ پتیوں کا تکرار معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت ہر دائرہ پھول کے حسن کی زنجیر کو کامل کر رہا ہوتا ہے۔ کیا پھول کی پتیوں کے ایک دائرہ کو اگر توڑ دیا جائے تو پھول کامل پھول رہے گا؟ نہیں۔ یہی بات قرآن کریم میں ہے۔ جس طرح پھول میں ہر پتی نئی خوبصورتی پیدا کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پتیوں کی اک زنجیر کے بعد دوسری بناتا ہے اور تب ہی ختم کرتا ہے جب حسن پورا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں ہر دفعہ کا مضمون ایک نئے مطلب اور نئی غرض کے لئے آتا ہے۔ اور سارا قرآن کریم مل کر ایک کامل وجود بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ خیال کرنا کہ قرآن کریم کی آیتیں ایک دوسری سے الگ الگ ہیں، یہ غلط ہے۔ قرآن کریم کی آیتوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے جسم کے ذرات۔ اور سورتوں کی مثال ایسی ہے جیسے جسم کے اجزاء۔ مثلاً انسان کے 32 دانت ہوتے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ دانتوں کو 32 دفعہ دہرایا گیا ہے۔ اس لئے 31 دانت توڑ ڈالنے چاہئیں۔ اور صرف ایک رہنے دینا چاہئے۔ یا انسان کے دو کان ہیں، کیا کوئی ایک کان اس لئے کاٹ دے گا کہ دوسرا کان کیوں بنایا گیا ہے۔ یا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انسان کی بارہ پسلیاں نہیں ہونی چاہئیں، گیارہ توڑ دینی چاہئیں۔ اگر کسی کی ایک پسلی بھی توڑ دے گا تو وہ ضرب شدید کا دعویٰ کر دے گا۔ اسی طرح انسان کے جسم پر لاکھوں بال ہیں۔ کیا کوئی سارے بال منڈوا کر ایک رکھ لے گا کہ تکرار نہ ہو۔ ذرا جسم سے تکرار دور کر دو اور پھر دیکھو کیا باقی رہ جاتا ہے؟

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے مطالب بیان کر کے تکرار کا اعتراض کرنے والوں کو ایسا جواب دیا ہے کہ گویا ان کے دانت توڑ دیئے ہیں۔

(6) چھٹی غلطی قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں کو یہ لگ رہی تھی کہ قرآن کریم میں عبرت کے لئے پرانے قصے بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شبہ کا بھی ازالہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں عبرت کے لئے قصے نہیں بیان کئے گئے۔ گو قصص قرآنیہ سے عبرت بھی حاصل ہوتی ہے لیکن اصل میں وہ امت محمدیہؐ کے لئے پیشگوئیاں ہیں۔ اور جو کچھ ان واقعات میں بیان کیا گیا ہے، وہ بعینہٖ آئندہ ہونے والا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم مسلسل قصہ نہیں بیان کرتا بلکہ منتخب ٹکڑہ کا ذکر کرتا ہے۔

یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ قرآن کریم کے قصص کی جزئیات تک پوری ہوتی رہی ہیں اور آئندہ پوری ہوں گی۔ حتی کہ نملہ کا ایک واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے اس کے متعلق تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہارون الرشید کے وقت ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اس وقت بھی نملہ قوم کی حکمران ایک عورت تھی جیسے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں تھی۔ اس نے ہارون الرشید کے آگے ایک سونے کی تھیلی پیش کی اور کہا کہ ہمیں اس بات کا فخر ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں بھی ایک

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات ، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر139

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم محمد رضا علاونہ صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کا حال اور انکی تبلیغی مہمات کا ذکر کیا تھا۔ اس قسط میں دیگر واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔مکرم علاونہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

خلیفہ وقت سے پہلا رابطہ

مَیں نے پہلا خط جو حضورانور کی خدمت میں لکھا اس میں اپنی بیعت کا واقعہ اور یہ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کا رستہ دکھایا۔ جب مَیں خط لکھ رہا تھا تو میرے جذبات کچھ ایسے تھے جیسے کوئی اپنے شفیق باپ سے بات کررہا ہوں یا اپنے بہت ہی عزیز اور قریب سے محوِ گفتگو ہو۔ پھر جب حضورانور کی طرف سے پہلا خط مجھے موصول ہوا تو اس کو پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ خلیفہ وقت کا ایک معمولی سے خادم کو اتنے پیار سے مخاطب کرنا دل وروح میں ایک عجیب روحانی اثر پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ خلافت کے رنگ میں اس بے پایاں خدائی نعمت سے آشنائی اور اس کی برکات سے فیض کی توفیق پانے پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

ایم ٹی اے اور الحوار المباشر

ایم ٹی اے ایک ایسی نعمت ہے جس پر خدا کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ اگر ایم ٹی اے نہ ہوتا تو نہ ہم اپنے پیارے امام حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نورانی چہرہ دیکھ سکتے ، نہ آپ کی باتیں سن سکتے اور نہ ان روحانی لذتوں سے آشنائی ہوتی جو ہمیں اس روحانی مائدہ سے ملی ہیں۔ میرے خیال میں الحوار المباشر اور ایم ٹی اے 3 العربیۃ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے خود تیار کئے ہوئے علماء کو مختلف ممالک سے اکٹھا کر دیا ہے۔

شادی

2004ء مَیں نے ایک جگہ رشتے کے لئے پیغام بھجوایا تو دستور کے مطابق لڑکی کے گھروالوں نے میرے بارہ میں پوچھ گچھ کروائی۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ باقی تو سب ٹھیک ہے لیکن یہ شخص کہتا پھرتا ہے کہ ہندوستان میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ میرے سسرال نے اس بات کو کوئی خاص اہمیت نہ دی اور یوں ہماری شادی ہوگئی۔ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ میری مسلسل تبلیغ کی وجہ سے میری بیوی نے 28 مارچ 2007ء کو بیعت کرلی۔ اس کے بعد مَیں نے سوچا کہ مجھے میرے سسرال کو بھی تبلیغ کرنی چاہئے۔ لہذا مَیں چند کتب اور تبلیغی لٹریچر لے کران کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ میری بیوی نے احمدیت قبول کر لی ہے اور احمدیت کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا، تاہم احمدیت کو قبول کرنے یا اس کے عقائد کے بارہ میں تبصرہ کرنے سے بھی گریز کیا، بلکہ یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ ہر ایک کو عقیدہ کی آزادی کا حق حاصل ہے اور تم جو چاہو عقیدہ رکھ سکتے ہو، لیکن ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔

ابتلا کی ابتداء

فروری 2010ء کے پروگرام الحوار المباشر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل کے موضوع سخن تھا جس میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پختہ ایمان اور مخالفین کی طرف سے ایذادہی اور ظلم کو برداشت کرنے کے واقعات اور ان اوائل صحابہ کی جان ومال اور عزت کی قربانیوں کا تذکرہ کیا گیا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ آج تک اس طرح کی قربانیاں صرف اور صرف حق او رصداقت کی خاطر ہی الٰہی جماعتوں نے دی ہیں۔ اس حسین ودلربا تذکرہ اور روح پرور واقعات کو سن کر مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب مخالفت کی بنا پر مَیں نے تبلیغ کرنا کچھ عرصہ کے لئے بند کردیا تھا۔ یہ یاد کر کے مجھے بہت دکھ ہوا کہ مَیں اپنے علاقہ میں پہلا احمدی تھا اور راہ حق میں قربانی دینے کا یہ ایک نادر موقع مَیں نے گنوا دیا۔ شاید اللہ تعالیٰ نیتیں اور نیک خواہشیں بھی قبول فرماتا ہے اور بندے کی آزمائش بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے قول اور فکر میں کس حد تک صادق اور ثابت قدم ہے۔ لہذا ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے میری زندگی کو یکسر بدل کے رکھ دیا اور دکھ والم کی تند ہواؤں سے میرے آشیانے کے تنکے بکھرنے لگے۔ ان ایام کی تلخی شاید گولیوں سے چھلنی ہونے سے بھی زیادہ المناک ثابت ہوئی۔

اس ابتلا کی ابتدا میری دوسری شادی سے ہوئی۔ ہوا یوں کہ 2010ء کی ابتدا میں ہی میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے کہ ہم اپنی احمدی بہنوں کو مخالفت کا نشانہ بنتا چھوڑ دیں ، ایسی حالت میں ان کی شادی کی عمریں بھی نکلتی جائیں اور کوئی مناسب رشتے بھی نہ آئیں؟ مَیں نے کہا کہ ایسا تو ہم نہیں چاہیں گے۔ اس پر انہوں نے ایک احمدی خاتون کا اپنے اہل خانہ کے ہاتھوں مخالفت کا نشانہ بننے اور کئی سالوں سے مناسب احمدی رشتے کی منتظر ہونے کا ذکر کیا اور مجھے ان سے دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ مَیں نے اس بارہ میں خوب غوروخوض کے بعد اپنی پہلی بیوی کو اس شادی کی وجوہات سے آگاہ کیا اور اس کی رضامندی کے بعد دوسری شادی کرلی۔

جب میری پہلی بیوی کے اہل خانہ کو میری دوسری شادی کا علم ہوا تو وہ ہمارے گھر دوڑے آئے۔ ان کے پہنچنے سے قبل میری پہلی بیوی سخت خائف تھی اور کسی طور میرا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر جانے کے لئے تیار نہ تھی لیکن میرے سسرال والے میری بیوی اور بچوں کو میرے گھر سے زبردستی لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ گو مَیں نے ہر طرح ان کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ بضد رہے بلکہ اس قدر شدت پسندانہ رویّہ پر اتر آئے کہ میرے سامنے صرف یہی صورت رہ گئی تھی کہ یا تو مَیں ان میں سے کسی کو ماردوں یا وہ سب مل کر مجھے قتل کردیں۔ مَیں نے سوچا کہ حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ فی الحال خون خرابہ کی صورتحال کو ٹالا جائے اور بعد میں ٹھنڈے دل سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے ، آخر وہ میرا سسرال ہے اور میری بیوی کے اہل خانہ ہیں۔ اس سوچ کے پیش نظر میں نے خود اپنی بیوی اور تینوں بچوں کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

اور معاملہ سنگین ہوتا گیا

میرا خیال تھا کہ چند دن میں صلح صفائی کے ساتھ حالات معمول پر آ جائیں گے اور یہ تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ معاملہ اس حد تک سنگین ہو جائے گا کہ کورٹ کچہری کے چکر لگانے پڑیں گے۔ بہر حال جب میری بیوی بچوں کو مجھ سے جدا کئے چار دن گزر گئے اور کوئی تدبیر کارگر ہوتی دکھائی نہ دی تو مجھے مجبورًا مجھے پولیس سٹیشن جانا پڑا جہاں مَیں نے اپنے سسر کے خلاف زبردستی میری بیوی کو لے جانے کے خلاف پرچہ کٹوایا۔ میرے سسرال اور بیوی کی طرف سے جو بیان داخل کیا گیا اس میں کہا گیا کہ انہیں قبل ازیں میرے احمدی ہونے کا علم نہ تھا اور اب جب یہ حقیقت کھلی ہے تو میری بیوی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تب تلک میرے گھر نہیں آئے گی جب تک میں احمدیت نہیں چھوڑ دیتا۔ یہ جواب میرے لئے تعجب خیز تھا کیونکہ میری بیوی نے خود ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت قبول کی تھی۔ بہر حال پولیس کے افسر کی طرف سے مجھے یقین دلایا گیا کہ وہ خاندان کو ٹوٹنے سے بچانے کی کوشش کریں گے اور میرے سسرال کو سمجھائیں گے۔

اگلے دن جب ان کے بلانے پر مَیں گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں پر میرے سسرالی رشتہ داروں کے علاوہ میرا مخالف بھائی بھی موجود تھا۔ مجھے دیکھتے ہی یہ پولیس مین کہنے لگا کہ آپ نے مجھے پوری صورتحال سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ مجھے اب پتہ چلا ہے کہ آپ تو قادیانی ہیں۔ مَیں نے مختلف آیات واحادیث سے ظہور امام مہدی ومسیح کے بارہ میں بتایا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو تو بہت سی آیات واحادیث یاد ہیں اور مَیں اس معاملہ میں آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا لہذا بہتر ہے کہ کسی عالم کو بلالوں تا کہ ہمیں آپ دونوں کے نقطۂ نظر کا درست طور پر علم ہو سکے۔ چنانچہ اس نے علاقہ کے مفتی کو بلا لیا۔ یہ عصر کا وقت تھا مَیں نے نماز عصر ادا کی اور سجدے میں نہایت الحاح کے ساتھ دعا کی کہ اے اللہ تو میری مدد فرما اور اپنی جناب سے مجھے حجت وبرہان اور قوت عطا فرما۔

مفتی کے ساتھ مکالمہ

مفتی صاحب تشریف لائے اور ہم ایک علیحدہ کمرے میں چلے گئے۔ ہمارے درمیان گفتگو کا آغاز یوں ہوا:

محمد علاونہ: پہلے ہم ایک اصول پر متفق ہو جائیں کہ صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو ہی اپنے درمیان حاکم قرار دیں گے۔

مفتی صاحب: علماء اور مفسرین کے اقوال کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

محمد علاونہ: آپ جس کا چاہیں قول بیان کریں لیکن شرط یہی ہے کہ وہ تین بنیادی امور سے نہ ٹکرائے:

۱) یہ تفسیر یا توجیہ قرآنی آیت کے خلاف نہ ہو۔

۲) عمومی طور پر دین کے جوہر سے متصادم نہ ہو۔

۳) عقل کے خلاف نہ ہو۔

ان اصولوں پر مفتی صاحب نے اتفاق کرنے کے بعد کہا:

مفتی صاحب: تمام امت کے برخلاف جماعت احمدیہ وفات مسیح کا عقیدہ رکھتی ہے جو اسکے ’’کفر‘‘ کا سبب ہے۔

محمد علاونہ: آپ کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟

مفتی صاحب: وہ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔

محمد علاونہ: کیا کسی قرآنی آیت یا حدیث میں بھی اس بات کا ذکر آیا ہے؟

مفتی صاحب نے اپنے موبائل میں موجود قرآن کریم سے تلاش کرنے کے بعد یہ آیت پیش کی:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا......الخ

(آل عمران :56)

اورفرمایا کہ اس آیت میں ’’ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ‘‘ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف آسمانوں میں اٹھالیا۔

محمد علاونہ: کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان کی قید سے منزّہ اور پاک ہے؟

مفتی صاحب: جی ہاں۔

محمد علاونہ: گویا آپ میرے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف آسمانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہے ۔اگر یہ درست ہے تو پھر اسے صرف آسمانوں تک ہی محدود کرنے اور مسیح کا صرف اسی طرف رفع کرنے کا عقیدہ کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ اگر اللہ ہر جگہ موجود ہے تو پھر مسیح کا رفع سوائے مجازی رنگ کے اور کسی طور درست نہیں ٹھہرتا۔

اگر پھر بھی آپ اسی عقیدہ پر قائم رہنے پر بضد ہیں تو پھر کیا کوئی ایسی آیت پیش کرسکتے ہیں جس میں مسیح کے آسمان سے نزول کی خبر دی گئی ہے؟ اس کا مفتی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن شاید ان کی خاموشی ہی کافی جواب تھی۔

مفتی صاحب: آپ کے کفر کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وحی منقطع نہیں ہوئی بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر نازل ہوئی بلکہ آج تک جاری ہے۔

محمد علاونہ: کیا قرآن کریم کی کسی آیت سے بھی انقطاع وحی کا استنباط ہوتا ہے؟

مفتی صاحب: آپ بتائیں کہ کیا قرآن کریم کی کسی آیت سے وحی کے جاری رہنے کا استدلال ہوتا ہے؟

محمد علاونہ: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

(حٰمٓ سجدہ:31)

یعنی آج بھی ربنا اللہ کا نعرہ لگانے والوں پر فرشتے اترتے ہیں اور انہیں تسلیاں اور بشارتیں دیتے ہیں۔

اس وقت اس کمرے میں میرے علاوہ چھ اوراشخاص موجود تھے او رسب کے سب ہی میرے مخالف تھے لیکن مَیں جب بھی کوئی آیت یا دلیل پیش کرتا اس کا اثر مجھے ان کے چہروں سے معلوم ہو جاتا تھا۔ دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوت بخشی تھی کہ میری آواز بھی معمول سے بلند تھی اور مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے سامنے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

عصر سے لے کر مغرب تک ہماری یہ بحث جاری رہی جس میں بفضلہٖ تعالیٰ مفتی صاحب کے اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دیئے گئے۔ جب ان سے کچھ نہ بن پڑا تو بالآخر جماعت کے خلاف وہ اپنا فتوی نکال کر پڑھنے لگے جو انہوں نے سراسر افتراء کرتے ہوئے 2005ء میں صادر کیا تھا۔ ایسے کذب وافتراء پر سوائے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

بھائیوں کی طرف سے دباؤ

اگلے دن مجھے میرے بڑے بھائی کا فون آیا جو عمان (اردن) میں کام کرتا ہے او رموجودہ صورتحال میں خصوصی طور پر وہاں سے میرے ساتھ بحث کرنے کیلئے آیا تھا۔ مَیں اس سے ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ اس نے اعتراضات کی ایک لسٹ تیار کی ہوئی ہے۔ بہر حال مَیں نے ان سے کہا کہ آپ نے مجھے لکھے ہوئے سوال دیئے ہیں مَیں ان کے لکھے ہوئے ہی جواب دوں گا۔ لہذا مَیں نے مکرم ہانی طاہر صاحب سے مدد لے کر ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ نیز مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی کتاب ''دلائل صدق الأنبیاء'' کے پہلے تیس صفحات پرنٹ کر کے دیئے۔ ازاں بعد میرے بھائی نے بعض اور مولویوں کے ذریعہ میرے ساتھ جماعت کے عقائد کے بارہ میں بحث کرنے کے لئے عمان بلایا۔ مَیں وہاں گیا لیکن بے ادبی اور بدزبانی کی فضا میں کوئی بات نہ ہوسکی۔

ابھی مَیں اردن سے فلسطین کی طرف آ رہا تھا کہ مجھے میرے دوسرے بھائی عمر کا فون آیا اور انہوں نے کہا کہ تمہیں فیصلہ کرنا ہو گا کہ تمہیں تمہاری احمدیت پیاری ہے یا اپنے بیوی بچے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں دونوں میں سے کسی سے بھی دستبردار نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا اس کا مطلب ہے کہ آپ کو بیوی بچے نہیں چاہئیں اور یہ کہتے ہی فون بند کر دیا۔ مَیں نے اردن والے بھائی کو فون کر کے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو اس نے بتایا کہ تمہارے بھائی کے نزدیک دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے بدلے انسان اپنے بیوی بچے چھوڑ دے اور یہی میرا بھی فیصلہ ہے کہ اگر تم احمدیت نہیں چھوڑو گے تو ہم تمہاری علیحدگی کروا کے اسی سال تمہاری بیوی کی شادی کسی اور سے کروا دیں گے اور تمہارے بچے کسی بے اولاد کے سپرد کر دیں گے۔ یہ لمحہ بڑا عجیب لمحہ تھا جس میں بلا توقف میں نے انہیں کہا کہ جاؤ جو کرنا ہے کرلو۔ مَیں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں لیکن احمدیت سے دستبردار نہیں ہوسکتا، جاؤ اور مخالفت کے گھوڑے جتنے دوڑانے ہیں دوڑا لو اور جس قدر مجھ پر عرصہ ءحیات تنگ کر سکتے ہو کر لو لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ بالآخر اللہ تعالیٰ میری نصرت فرمائے گا۔

میرے بھائی نے کہا: کیا واقعی تمہیں یقین ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے؟ کیونکہ تمام قوانین تو سراسر تمہارے خلاف اور ہمارے ساتھ ہیں۔

مَیں نے کہا اگر اس زمین کا قانون تمہارے ساتھ ہے تو سن لو کہ آسمان کا قانون میرے ساتھ ہے۔

ان حالات میں میرے سسرال اور بھائیوں کی طرف سے دباؤ بڑھانے کی مہم میں میرا تبادلہ گھر سے دور ایک جگہ پر کروا دیا گیا تا کہ کام کے سلسلہ میں مجھے آنے جانے میں تکلیف ہو اور پھر 17 مئی 2010ء کو جو کہ میری بیٹی کا یوم پیدائش بھی ہے مجھے عدالت کی طرف سے فسخ نکاح کا دعویٰ موصول ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو ثباتِ قدم عطا فرمائے، اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ان کے جملہ امور کو درست فرما کر اپنی تائید ونصرت کا نشان ظاہر فرمائے، آمین۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

نائیجر میں احمدیہ مساجد کا افتتاح

(رپورٹ عامر ارشاد۔ مبلغ سلسلہ ریجن مارادی)

جماعت احمدیہ عالمگیر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچانے اور اللہ جلّ شانہ کے نام اور اس کی عبودیت کے قیام کی خاطر شرق وغرب میں تعمیر مساجد کے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ اسی طرح افریقہ کے سب سے غریب ملک نائیجر میں بھی اس جماعت کو اب تک **بفضلہٖ تعالیٰ 19 مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے** جن میں سے بعض مساجد کے افتتاح کی رپورٹ دعا کی درخواست کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔

مسجد احمدیہ تاجائے (Tadjaye)

مورخہ 14 جنوری 2011ء بروز جمعہ ریجن مارادی کی ایک جماعت (تاجائے ۔Tadajaye) کی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے یہ پروگرام انتہائی کامیاب رہا۔ اس افتتاح کے دوران ریجنل گورنر، سلطان آف مارادی، چیف آف ڈیپارٹمنٹ، پریفے آف ڈیپارٹمنٹ، مارادی شہر کے سب سے بڑے امام صاحب اور دیگر حکومتی عہدیداران کے علاوہ 60 دیہاتوں کے چیفس اور اماموں سمیت 2600 افراد نے اس موقعہ پر شمولیت کی توفیق پائی۔

مسجد کا افتتاح امیر صاحب نائیجر مکرم اکبر احمد طاہر صاحب نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ کیا اور خطبہ جمعہ کے دوران احباب کو مسجد کی اہمیت اور مسجد کے آداب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد کے دروازے ہر مسلمان کے لئے کھلے ہیں۔ ان مساجد میں ہر شخص آ کر اپنے رب کی عبادت کرسکتا ہے کیونکہ جماعت کا مقصد مسلمانوں کے درمیان محبت اور بھائی چارہ پیدا کرنا ہے۔

اس موقعہ پر امیر صاحب کے وفد میں دو دیگر مربیان نائیجر مکرم اصغر علی بھٹی صاحب اور مکرم شاکر مسلم صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ افتتاح کے بعد معزز مہمانان کے لئے گاؤں کے اسکول میں کھانے کا انتظام کیا گیا۔

اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 13 ستمبر 2010ء کو ہوا تھا۔ خاکسار نے تمام احباب جماعت تاجائے کے ساتھ اجتماعی دعا کے بعد کام کا آغاز کروایا۔ اس مسجد کی تعمیر میں تمام احباب جماعت نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ وقارعمل کیا اور ریت بجری پانی کا انتظام کیا جس سے تقریبا تین لاکھ فرانک سیفا کی بچت ہوئی اور اس مسجد کی چھت کی سیلنگ کے لئے اس گاؤں کی ایک تاجر خاتون نے پورا خرچ ادا کیا جو تین لاکھ فرانک سیفا ہے اور اس کے علاوہ اس جماعت کے احباب نے اس مسجد کی تعمیر کے دوران نوّے ہزار فرانک سیفا چندہ نقد ادا کیا۔ اور اسی طرح مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر اس جماعت نے اخراجات کا ایک بڑا حصہ خود ادا کیا جو کہ ایک لاکھ پچاس ہزار فرانک سیفا بنتا ہے۔

یہ مسجد مارادی شہر سے zender شہر کی طرف جاتے ہوئے 8 کلومیٹر کے فاصلہ پر برلب سڑک واقع ہے اس مسجد کا مسقّف رقبہ 7 میٹر×10 میٹر یعنی 70 مربع میٹر ہے۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت اور پرکشش مسجد ہے جو کہ 8 میناروں پر مشتمل ہے چار مینارے مسجد کے چاروں کونوں پر اور چار مینارے مسجد کی بائیں جانب کی گئی چار دیواری کے ساتھ تعمیر کئے گئے ہیں۔ مارادی اور زینڈر دو بڑے شہر ہیں اور روزانہ اس راستہ سے ہزاروں لوگ گزرتے ہیں اس لئے مارادی شہر کی بڑی آبادی اور اس سڑک سے گزرنے والے تمام لوگوں کے لئے یہ مسجد جماعت کے تعارف کا باعث بنی ہے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس موقعہ پر گورنر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کے انتہائی ممنون ہیں جنہوں نے ایسی خوبصورت مسجد اس علاقہ میں تعمیر کی ہے اور چونکہ یہ مسجد برلب سڑک واقع ہے اس لئے یہاں سے گزرنے والے لوگ بھی یہاں رک کر نماز پڑھ سکیں گے۔ ہم جماعت احمدیہ کے مشکور ہیں جو کہ ہمارے ملک میں ترقیاتی کاموں کے ساتھ ساتھ محبت اور پیار اور اسلامی بھائی چارے کو فروغ دے رہی ہے۔ اور اس موقعہ پر موجود سلطان آف مارادی نے بھی مسجد کی بہت تعریف کی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا، اور اس افتتاح کی کوریج نیشنل ٹی وی (TELE SAHIL) پر دکھائی گئی اور نیشنل ریڈیو پر بھی نشر کی گئی اور اس مسجد کے افتتاح کی خبر ملک کے دو بڑے اخبارات SAHIL اور GRIFFE میں باتصویر شائع ہوئی ہے۔

اس مسجد کے کامیاب افتتاح کے بہترین نتائج ظاہر ہوئے ہیں اور جہاں ایک طرف ملکی انتظامیہ کو جماعت کے بارہ میں آگاہی ہوئی ہے وہاں تمام نومبائعین جماعتوں کو بے حد تقویت حاصل ہوئی ہے اور اس کے علاوہ دیگر بہت سے دیہاتوں تک جماعت کا پیغام بھی پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مسجد احمدیہ (HANOU GAZNI)

مورخہ 18 جنوری 2011ء کو محترم امیر صاحب نائیجر نے ریجن مارادی کی ایک اور مسجد کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احمد سلیمان صاحب نے کی اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے احباب کو مسجد کی اہمیت اور اس کے آداب سے متعلق نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد صرف احمدی مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہیں اور جماعت کا پیغام محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں ہے اور اسی مقصد کے لئے جماعت کوشاں ہے۔

اس مسجد کا سنگ بنیاد مورخہ 24 فروری 2010ء کو رکھا گیا تھا جس میں خاکسار کے علاوہ دیگر اماموں اور چیفس سے بھی اینٹیں رکھوائی گئیں۔ اس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کے بعد اس مسجد کی تعمیر کے کام کا آغاز کروایا۔

یہ مسجد مارادی شہر سے نائیجر کے کیپٹل نیامے کی طرف جاتے ہوئے مارادی شہر سے 100 کلومیٹر کے فاصلہ پر برلب سڑک دائیں طرف واقع ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کا مسقّف حصہ 7×5 میٹر یعنی 35 مربع میٹر ہے۔ اس کے سامنے کی طرف چھت پر دائیں بائیں دو خوبصورت مینار تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کے دوران احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعے ریت، بجری، پانی کا انتظام کیا اور مزدوری کے فرائض سرانجام دیئے اور اس طرح وقار عمل کے ذریعہ قریباً ایک لاکھ فرانک سیفا کی بچت کی گئی۔

مسجد احمدیہ زنگوہاشی (ZANGOU HACHI)

مورخہ 29 جنوری 2011ء کو ریجن مارادی میں ہی ایک اور مسجد کا افتتاح مکرم امیر صاحب نائیجر نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ کیا۔ اس مقام پر احمدیت کے نفوذ سے قبل ایک چھوٹی سی کچی مسجد تھی جہاں بمشکل دس یا بارہ افراد نماز پڑھ سکتے تھے اور یہاں کی روایت کے مطابق نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے یہ لوگ دور تک سفر کر کے دوسری مساجد میں جاتے۔ اس وقت کے ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم شاکر مسلم صاحب نے انہیں اپنے ہی گاؤں میں نماز جمعہ کی ادائیگی کی تحریک کی۔ چنانچہ محترم امیر صاحب نائیجر نے تشریف لا کر یہاں نماز جمعہ کا آغاز کروایا جس کیلئے اس علاقہ کے چیف کی اجازت لینا ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ علاقہ چیف کی اجازت کے بعد یہاں باقاعدہ جمعہ کی نماز کا آغاز کر دیا گیا اور حضور انور سے مسجد کی منظوری کے بعد یہاں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروا دیا گیا۔

اس مسجد کا مسقّف رقبہ 6×10 یعنی 60 مربع میٹر ہے محراب کے اوپر گنبد اور اور محراب کی طرف دائیں بائیں دو اونچے اور خوبصورت مینار بنائے گئے ہیں اور داخلی دروازے کے اوپر دو چھوٹے مینار بنائے گئے ہیں جن سے یہ مسجد انتہائی خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے احباب نے وقارعمل کے ذریعہ ریت، بجری، پانی اور مزدوری کے ذریعہ وقارعمل کرتے ہوئے تین لاکھ فرانک سیفا کی بچت کی۔

اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر ریجن کی 6 جماعتوں سے نمائندگان کے علاوہ 27 زیر رابطہ دیہاتوں کے نمائندگان شامل ہوئے اور 14 اماموں اور 12 چیفس سمیت کل 525 افراد نے شمولیت کی۔ اس موقعہ پر علاقہ چیف گڈاں روم جی کے نمائندہ بھی خصوصیت سے شامل ہوئے اور انہوں نے جماعت کو ایسی خوبصورت مسجد بنانے پر مبارکباد دی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر ایک لوکل ریڈیو نے اس پروگرام کی ریکارڈنگ بھی کی۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مساجد کو سینکڑوں ہزاروں افراد کی ہدایت کا موجب بنائے اور یہ اسلام احمدیت کے پیغام امن اور محبت کو پھیلانے کا باعث بنیں اور ہر طرف محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں کے قول پر عمل کرنے والے سچے مسلمان نظر آنے لگیں۔ آمین اللھمّ آمین۔

✡✡✡✡✡

خطبہ جمعہ

جب بھی دنیا میں زمینی یا آسمانی آفات آتی ہیں خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہر شخص اس خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ آج جو آفت ایک علاقے میں آئی ہے کل ہمیں بھی کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دے۔

خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اُس وقت بھی ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ انہیں ہر قسم کی بلاؤں اور مشکلات سے محفوظ رکھتا ہے، اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی بھی قسم کے موسمی تغیر یا آفت کو دیکھتے ہیں اس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے حوالہ سے آفات کے ظہور کے آثار کے موقع پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور خشیت الٰہی کی طرف توجہ کرنے کی نہایت اہم نصائح

دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو۔

جاپان میں حالیہ زلزلہ، سونامی سے تباہی اور ایٹمی ری ایکٹروں سے ریڈی ایشن کے خطرات اور فار ایسٹ کے مختلف ممالک میں طوفانوں اور زلازل اور پاکستان میں آنے والے سیلاب اور زلزلوں کے پس منظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا تذکرہ اور بنی نوع انسان کو اپنے خالق و مالک کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت۔

مکرم رانا ظفر اللہ صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب آف سانگھڑ کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18/مارچ 2011ء بمطابق 18/امان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ـ

جب بھی دنیا میں زمینی یا آسمانی آفات آتی ہیں تو خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہر شخص اس خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ آج جو آفت ایک علاقہ میں آئی ہے کل ہمیں بھی کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دے۔ ہمارا کوئی عمل خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا نہ بن جائے۔ اور یہ حالت ایک حقیقی مومن کی ہی ہو سکتی ہے۔ اُس کی ہو سکتی ہے جس کو یہ فہم اور ادراک حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور جب یہ سوچ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایسے ہی مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ هُم مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (المومنون:58) کہ یقیناً وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے خوف سے کانپتے ہیں۔

اور اس خوف کی وجہ سے بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ (المومنون:59)۔ اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ آگے پھر بیان ہوتا ہے کہ اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہر حالت میں اُن کا رُخ خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آفات میں گھر گئے تو خدا تعالیٰ یاد آ گیا۔ جب آفات سے باہر آئے تو خدا تعالیٰ کو بھول گئے۔ نہیں، بلکہ ہر حالت میں، چاہے تنگی ہو یا آسائش ہو، مشکل میں ہوں یا سکون میں ہوں، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اُس وقت بھی ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی بلاؤں اور مشکلات سے محفوظ رکھا ہوتا ہے اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی بھی قسم کے موسمی تغیّر یا آفت کو دیکھتے ہیں تو اُس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور تا قیامت ہر آنے والے مومن کے لئے اُسوہ حسنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے حالات میں کیا عمل ہوتا تھا اور کیا حالت ہوتی تھی۔ اس بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

''جب تیز آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے اس آندھی میں مضمر ہر ظاہری اور باطنی خیر کا طالب ہوں اور اس کے ہر ظاہری و باطنی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا ھاجت الریح حدیث 3449)

نیز آپ یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ کبھی گھر میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے۔ کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے اور جب بادل برس جاتا تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی۔ کہتی ہیں کہ یہ بات مَیں آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتی تھی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اس لئے ہے کہ کہیں یہ بادل قومِ عاد پر عذاب لانے والے بادل جیسا نہ ہو۔

قومِ عاد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جب بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہم پر مینہ برسانے والا ہے لیکن وہ عذاب لانے والا بن گیا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قولہ :و ھو الذی یرسل الریاح بشرا .... حدیث 3206)

تو یہ ہے کامل بندگی اور خشیت کا اظہار، اُس خوف کا اظہار کہ وہ عظیم انسان جس سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے ہیں۔ ہر قسم کے نقصان سے بچانے کے بھی وعدے ہیں، ترقی اور غلبے کے بھی وعدے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پتہ ہے کہ آپؐ کی زندگی میں کوئی آفت اور مصیبت مسلمانوں پر نہیں آ سکتی، بلکہ دوسرے بھی آپ کی برکتوں سے بچے ہوئے تھے۔ کسی دجّال کا دجل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ جب آندھی اور طوفان آئے تو آپ کے حق میں آتے ہیں۔ بدر کی جنگ ہو یا جنگِ خندق۔ آندھیاں اور طوفان دشمن کی بربادی اور ہزیمت کا باعث بنی تھیں لیکن پھر بھی آپؐ کو فکر ہے۔ اصل میں تو یہ خیال ہوگا کہ آسمانی آفت سے یہ لوگ صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیئے جائیں۔ پس آپ کی بے چینی اُس رحم کے جذبہ کے تحت تھی جو اس رحمۃ للعالمین کے دل میں مخلوق کے لئے موجزن تھا اور آپؐ اس قدر بے چینی میں مبتلا ہو جاتے کہ جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا، بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے بے نیاز ہونے کی وجہ سے آپ کو فکر ہوتی تھی کہ کہیں کچھ لوگوں کا تکبر اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی صحیح پہچان نہ کرنا پوری قوم کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔ سورۃ ھود کے بارہ میں آپؐ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ الواقعۃ حدیث 3297)

قوموں کی تباہی اور بربادی کا اس سورۃ میں ذکر ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی طور پر سمجھتے تھے اور آپؐ سے زیادہ کوئی اور سمجھ نہیں سکتا، آپؐ کو یہ فکر رہتی تھی کہ امت کا ہمیشہ صحیح رستے پر چلتے رہنا میری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا (ھود:113) پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ جنہوں نے

تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھنا۔ یعنی مومنوں کو حکم ہے کہ حد سے نہ بڑھنا۔ حد سے بڑھنا خداتعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر تھی کہ مومنین کی توبہ حقیقی توبہ ہو۔ آندھی، بادل وغیرہ کو دیکھ کر آپ کا پریشان ہونا اس وجہ سے بھی تھا کہ کہیں مومنوں کی بدعملیاں کسی آفت کو بلانے والی نہ بن جائیں۔ یہاں مومنوں کو بھی یہ حکم ہے کہ ایک دفعہ توبہ کرلی ہے تو تمہارے سامنے جو اُسوہ حسنہ قائم ہوگیا ہے اُس کی پیروی کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ مومنوں کو حکم ہے کہ اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جو آفت کو دیکھ کر تو خداتعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں اور جب مشکل دور ہو جائے تو پھر پرانی ڈگر پر آ جاتے ہیں۔ ایک مومن کی توبہ تو حقیقی توبہ ہوتی ہے اور مستقل توبہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ۔ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ (لقمان:33) اور جب انہیں کوئی موج سائے کی طرح ڈھانک لیتی ہے تو وہ عبادت صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اُن میں سے کچھ لوگ میانہ روی پر قائم رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف بدعہد اور ناشکرا ہی کرتا ہے۔

پس حقیقی مومن کی پکار مشکل اور مصیبت سے نجات پانے کے بعد بھی اللہ اللہ ہی ہوتی ہے۔ لیکن بدعہد اور ناشکرے اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی ظلم وتعدّی، شرک اور ہر قسم کی برائیوں کا اُن سے اظہار ہوتا ہے۔ وہ اسی چیز میں پڑ جاتے ہیں۔ حقیقی مومن تو اس سے بڑھ کر ہے۔ یہی نہیں کہ صرف اپنے پر جو مشکل آئے اور مصیبت آئے تو تب ہی خداتعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ صرف اپنے پر آنے والی مصیبت ہی انہیں ایمان میں مضبوط نہیں کرتی بلکہ جیسا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے دیکھا ہے، دوسری قوموں کے انجام بھی خوف دلانے والے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ماضی میں گزری ہوئی قومیں ہیں یا اس زمانے میں ہمارے سامنے بعض قوموں کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ اگر پرانی گزری ہوئی قوموں کا انجام اللہ تعالیٰ کا خوف دلانے والا ہوتا ہے تو پھر ایک مومن کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے زمانے میں دوسری قوموں پر آفات کس قدر خوفزدہ کرنے والی اور اپنے خدا کے آگے جھکنے والی اور اس سے رہنمائی مانگنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن دنیا اس بات کو نہیں سمجھتی۔ اکثریت سمجھتی ہے کہ موسمی تغیرات یا زمینی اور آسمانی آفات قانونِ قدرت کا حصہ ہیں اور کچھ عرصے بعد انہوں نے آنا ہی ہوتا ہے۔ ایک معمول ہے جن کے مطابق یہ آتی ہیں۔ آج کل کے پڑھے لکھے انسان کو اس علم نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے ہی بے خوف کر دیا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ قانونِ قدرت کے تحت آفات آتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ زلزلے جب آتے ہیں تو زمین کی نچلی سطح کی جو پلیٹس ہیں اُن میں تغیر زلزلوں کا باعث بنتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیوزی لینڈ یا جاپان وغیرہ کے علاقوں میں، مشرقِ بعید کے علاقوں میں جو جزائر ہیں وہ اِن پلیٹس کے اوپر آباد ہیں جس کی وجہ سے اِن علاقوں میں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی بھیجے ہوئے اور فرستادے نے اپنی سچائی کے لئے اِن زلزلوں کی پیشگوئی تو نہیں کی؟

عرصہ ہوا غالباً یہ مولانا نذیر مبشر صاحب کے وقت کی بات ہے۔ گھانا میں جب یہ مبلغ ہوتے تھے تو انہوں نے جب احمدیت اور اسلام کی اس علاقہ میں تبلیغ کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے آنے کا دعویٰ اور یہ نوید سنائی اور یہ تبلیغ کی تو گھانا کے اس علاقہ میں علماء نے اور اَور بہت سارے پُرانے لوگوں نے اُن کو کہنا شروع کیا کہ مسیح ومہدی کے آنے کی نشانی تو زلزلے ہیں۔ اگر آپ کا بیان سچا ہے تو ہمارے ملک میں پھر زلزلے کا نشان دکھائیں۔ اور گھانا ایسی جگہ ہے جہاں عموماً زلزلے نہیں آتے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور اُس کے نتیجہ میں وہاں ایک زلزلہ آیا جس کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوگئی اور بہت سارے لوگوں نے عیسائیت میں سے احمدیت قبول کی۔ مسلمانوں میں سے بھی احمدی مسلمان ہوئے۔ جنہوں نے نہیں ماننا ہوتا وہ تو نہیں مانتے لیکن بہرحال وہاں زلزلے کا ایک نشان مشہور ہوگیا۔

(ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 79-78)

بہرحال ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کو زلزلوں اور آفات کے ساتھ کس طرح جوڑا ہے۔ اس کے بارے میں کیا بیان فرمایا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حوادث اور زلزلوں کے بارے میں آپ نے کیا پیشگوئی فرمائی؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدّت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ وبالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا اُن پر رحم کرے گا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانے کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرلیں گے اور اُن راہوں کو اختیار کریں گے جو خدا کو پسند ہیں اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تُو میری طرف سے نذیر ہے۔ مَیں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں۔ اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ ’’آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی......اور فرمایا ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘۔ اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راستباز اُس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈرنے سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 302تا 303)

تو یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ اور جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی غالباً گزشتہ سال مَیں اسی حوالے سے بیان کر چکا ہوں کہ گزشتہ سو سال کے دوران جو آفات اور زلازل آئے ہیں وہ اس سے پہلے ریکارڈ نہیں ہوئے۔ چھوٹے چھوٹے (ریکارڈ) نہیں ہوئے لیکن جو پرانی بڑی بڑی آفتیں آئی ہیں وہ ریکارڈ میں موجود ہیں۔ لیکن اتنی زیادہ نہیں جتنی اس سو سال میں۔ اللہ تعالیٰ یہ نشان دنیا کے مختلف حصوں میں بار بار دکھا رہا ہے۔ اس لئے بار بار ہمیں اس انذار کو اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کر سکیں اور دنیا میں بھی اُس پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر سکیں جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے۔ آپؑ نے واضح فرمایا ہے کہ میرا نشان میری زندگی کے بعد بھی ظاہر ہوتا رہے گا۔ پس جس طرح شدت سے آپ نے دنیا کو اس نشان سے آگاہ کیا ہے ہمیں بھی دنیا کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ابھی گزشتہ ہفتے جاپان میں ایک شدید زلزلہ آیا اور ساتھ ہی سونامی بھی جس نے بستیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ زلزلے سے جو بستیاں تباہ ہوئی تھیں، اُنہیں پانی بہا کر کہیں کا کہیں لے گیا۔ وہاں جو احمدی ہیں وہ اس علاقہ میں زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے جا رہے تھے تو راستے سے اُن کو فون آیا کہ یہ جگہ جہاں سے ہم گزر رہے ہیں پہلے جب یہاں سے گزرا کرتے تھے تو ایک بستی تھی، ایک قصبہ تھا، پندرہ بیس ہزار کی آبادی تھی اور اب ہم یہاں سے گزر رہے ہیں تو اس جگہ پہ اُس بستی کا کہیں نشان ہی نہیں۔ اور جو سڑکیں ہیں وہ بھی بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ بڑی بڑی عمارتیں جو بہ گئیں تو سڑکوں کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ بہرحال اس خوف کے ساتھ ہمیں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ آفات سے بچائے جائیں۔ بجائے یہ کہ وہ آفتوں سے تباہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سینے کھولے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے اور جاپانیوں کے بارہ میں تو خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا حسنِ ظن ہے اور پیغام پہنچانے کی خواہش بھی تھی۔ اس لئے جہاں یہ آفات، یہ زلزلے آتے ہیں وہاں اُن کے لئے ایک خوشخبری بھی ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس حسنِ ظن کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم کو سمجھ لیں تو بچائے بھی جائیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ گو وہاں چھوٹی سی جماعت ہے لیکن جتنی بھی ہے اُسے اپنی پوری طاقتوں کے ساتھ بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ پیغام جس حد تک وہ پھیلا سکتے ہیں پھیلائیں اور پہنچائیں۔ اور اِن حالات میں حکمت سے اسلام کا پیغام بھی پہنچائیں اور خدمتِ خلق بھی ساتھ ساتھ کرتے چلے جائیں۔

خدمتِ خلق کا کام تو متاثرہ جگہوں پر ہمارے احمدی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کیمپ لگا کر کر رہے ہیں، خوراک وغیرہ بھی مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن ان رابطوں کو اب مستقل کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پتا چلے۔ جاپان کو اپنے روایتی شِنٹو مذہب پر فخر ہے۔ اُسی پر اُن کی توجہ رہتی ہے۔ یا اُن میں بدھسٹ ہیں بلکہ ان کی تحقیق کرنے والے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اِن کے دونوں مذہب ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ شادی بیاہ کے لئے شِنٹو مذہب کی روایات پر عمل کرتے ہیں اور اُس کے مطابق رسوم ہوتی ہیں اور موت فوت پر بدھ مت کے مطابق رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ میرے ایک جاپانی دوست ہیں، جماعت سے اچھا تعلق رکھنے والے ہیں، بڑے سرکاری عہدیدار تو نہیں لیکن بہرحال اچھے بڑے اثر ورسوخ والے آدمی ہیں اور وزراء وغیرہ تک اُن کی پہنچ ہے۔ وہ ایک دن باتوں میں کہنے لگے کہ ہمارا جو شنٹو مذہب ہے، اس کی

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

وجہ سے جاپانی اسلام کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ تو مَیں نے اُس وقت اُن کو یہی کہا تھا کہ گو اِس میں اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھی خصوصیات ہیں لیکن ایک دن بہرحال اِن کو اسلام کی طرف آنا پڑے گا۔ جہاں تک اِن کے بنیادی اخلاق کا سوال ہے جیسا کہ مَیں نے کہا، شِنٹو تعلیم جو ہے بعض بڑے اچھے اخلاق کی تعلیم دیتی ہے بلکہ لگتا ہے کہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کو انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جاپان میں تبلیغِ اسلام کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ: ’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو۔ جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371-372 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ ’’وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ اسلام کیا شے ہے؟‘‘ فرمایا ’’مَیں دوسری کتابوں پر جو لوگ اسلام پر لکھ کر پیش کریں بھروسہ نہیں کرتا کیونکہ اُن میں خود غلطیاں پڑی ہوئی ہیں‘‘ (یعنی دوسرے لوگ جو علاوہ احمدیوں کے لکھ رہے ہیں، اُن میں غلطیاں ہیں۔ اس لئے بھروسہ نہیں کرتا)۔ ’’ان غلطیوں کو ساتھ رکھ کر اسلام کے مسائل جاپانی یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے۔ اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 374 مطبوعہ ربوہ)

پس ہم پر یہ ذمہ داری ڈال دی کہ ایسی جامع کتاب جاپانی میں لکھی جائے جو تمام چیزوں کو cover کرتی ہو۔ میرے خیال میں ابھی تک تو یہ لکھی نہیں گئی، گو کہ جاپانی زبان میں بعض لٹریچر ہے۔ بہرحال ہمیں اب اس طرف توجہ بھی کرنی ہوگی۔ بلکہ اُس زمانے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ایسی کتاب ہو اور پھر کسی جاپانی کو چاہے ایک ہزار روپیہ دے کر (اُس زمانے میں ہزار روپیہ کی بڑی قیمت تھی) اس کا ترجمہ کروایا جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 373 حاشیہ)

قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی آج کل دوبارہ ری وائز (Revise) ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل سے ہمارے مبلغ ضیاء اللہ صاحب اور ایک جاپانی احمدی دوست جو بڑے مخلص ہیں، وہ کر رہے ہیں اور تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔

یہاں مَیں جاپان سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ یہ 1945ء کی بات ہے۔ لمبی رؤیا ہے۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواب میں بتایا گیا ہے کہ جاپانی قوم جو اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں احمدیت کی طرف رغبت پیدا کرے گا۔ (یعنی روحانی لحاظ سے مردہ ہے) اور وہ آہستہ آہستہ پھر طاقت اور قوت حاصل کرے گی اور میری آواز پر اسی طرح لبیک کہے گی جس طرح پرندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا تھا‘‘۔

(رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 286-287. الفضل 19/اکتوبر 1945ء صفحہ 1-2)

تو رؤیا کا آپ نے یہ نتیجہ نکالا۔ پس آج ہمارا یہ فرض ہے کہ اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں جب کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات بھی پیدا کر رہا ہے۔ خدمت کے مواقع بھی ہمیں ملتے رہتے ہیں۔ تبلیغ کے بھی ملتے رہتے ہیں۔ اس میں زیادہ بہتری اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ آج ہر قوم کو ہوشیار کرنا ہمارا کام ہے۔ جاپان میں یہ جو زلزلہ اور سونامی آیا ہے بعض کہتے ہیں کہ ہزار سال کی تاریخ میں ایسا نہیں آیا۔ جاپان دنیا کا ایسا ملک ہے جہاں زلزلے آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اور یہ اپنی عمارتیں بھی ایسی بناتے ہیں جو زلزلے کو برداشت کرنے والی ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر چلتی ہے، پھر کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کہتے ہیں کہ انسانی سوچ ابھی تک ساڑھے سات یا آٹھ ریکٹر سکیل پر زلزلوں کو سہارنے کا انتظام کر سکتی ہے۔ وہ عمارتیں وغیرہ بنا سکتی ہے جو سہار سکتی ہیں۔ لیکن یہ زلزلہ جو آیا یہ تقریباً 9 ریکٹر سکیل کا زلزلہ تھا۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا سمندری طوفان نے اس پر مزید تباہی مچا دی اور پھر انسان جو سمجھتا ہے کہ مَیں نے بڑی ترقی کر لی ہے اور بعض چیزوں کو استعمال میں لا کر مَیں نئی نئی ایجادیں کر لیتا ہوں۔ ایٹم کا استعمال ہے، اس کو جاپان میں فائدے کے لئے استعمال میں لایا جا رہا ہے، جاپانی ویسے تو ایٹم بم کے بڑے خلاف ہیں، کیونکہ ایک دفعہ دوسری جنگِ عظیم میں امریکہ کی طرف سے اُن پر جو ایٹم بم پھینکے گئے تو اُس کی وجہ سے بہت زیادہ ردّ عمل اور خوف ہے۔ لیکن بہرحال وہ ایٹم سے انسانی فائدے کے لئے اور اپنی معیشت بہتر کرنے کے لئے کام لے رہے ہیں اور اس پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس زلزلے کے بعد ان ایٹمی ری ایکٹروں نے بھی تباہی پھیلائی ہوئی ہے۔ ریڈی ایشن پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ آج ہی مجھے جاپان سے فیکس آئی کہ جو ہیلی کاپٹر ہیں وہ ناکام ہو رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کے ٹینکوں کے ذریعے سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اُن ری ایکٹرز کو ٹھنڈا رکھا جائے تا کہ ریڈی ایشن نہ پھیلے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مزید تباہی سے اس ملک کو بچائے۔ لیکن اپنے والنٹیئرز کو مَیں نے پیغام دیا تھا کہ ان دنوں میں وہاں بلکہ عمومی طور پر جاپان میں رہنے والے احمدی اور اُس علاقے میں رہنے والے ریڈیئم برومائیڈ (Radium Bromide-CM) اور کارسینوسن (Carcinosan-CM) استعمال کریں جو ہومیو پیتھک دوائی ہے۔ ایک دن ایک، دوسرے دن دوسری۔ اس کے بعد ایک ہفتے کے وقفے سے ایک دوائی۔ پھر ایک ہفتے کے وقفے بعد دوسری دوائی۔ یعنی کہ دو ہفتے بعد ایک دوائی کی باری آئے گی۔ وہاں اور لوگوں کو بھی کھلائیں۔ اگر وہاں میسر نہیں ہے تو Humanity first کو جو اور انتظام کر رہی ہے یہ دوائی بھی بھجوانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بہرحال اس وقت جاپان کے علاقے میں زلزلے اور سمندری طوفان نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے اور پھر ریڈی ایشن کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے جس کے بدنتائج دیر تک چلتے ہیں۔ زلزلہ آیا، سونامی آیا۔ یہ تو ایک وقتی طور پر آیا تھا، ختم ہو گیا لیکن اگر ریڈی ایشن خدانخواستہ زیادہ پھیل گئی تو پھر نسلوں تک اُس کے اثرات چلتے ہیں۔ بچے بھی بعض دفعہ اپاہج پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے۔

وہ قومیں جو سمجھتی ہیں کہ ہم محفوظ ہیں لیکن زمانے کے امام کی پیشگوئی کے مطابق وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اور اگر اب بھی انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کی تو جو یہ آفات ہیں ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ، خدا تعالیٰ کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سال میں، اِس علاقے میں یعنی اِس جاپان اور فار ایسٹ (Far East) وغیرہ کے علاقے میں اور آسٹریلیا میں تین مختلف ممالک جو ہیں وہ آفات سے متاثر ہوئے ہیں۔ نیوزی لینڈ میں بھی ایک شہر کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ کہتے ہیں وہاں نیوزی لینڈ میں 1931ء میں بہت بڑا زلزلہ آیا تھا جس سے دو شہر تباہ ہو گئے تھے اور اس سال بھی جو زلزلہ آیا ہے اُس کی شدت گو 1931ء والے زلزلے سے کم تھی لیکن اس میں بھی بہت تباہی ہوئی ہے۔ ستّر ہزار لوگوں کو اپنے گھروں کی بربادی کی وجہ سے شہر چھوڑنا پڑا۔ تقریباً پچھتر فیصد تو شہر ہی تباہ ہو گیا۔

پھر آسٹریلیا میں بارشوں اور سمندری طوفان نے تباہی مچائی ہے۔ آسٹریلیا میں بھی ستّر شہر اور قصبے تباہ ہو گئے ہیں۔ پورا کوئینز لینڈ (Queensland) ہی تقریباً متاثر ہوا ہے۔ اور اس کوئینز لینڈ کا جو رقبہ ہے وہ لمبائی چوڑائی میں اتنا بڑا ہے کہ جاپان سے چار گُنا زیادہ ہے۔ پس یہ زُعم بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ہمارے پاس بہت رقبہ ہے اور ہم یہاں سے وہاں چلے جائیں گے، ادھر سے اُدھر چلے جائیں گے۔ پھر اِن کی معیشت کو آسٹریلیا میں بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اس صوبے میں کوئلے کی بڑی کانیں ہیں جن میں سے پچاسی فیصد کو نقصان پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ دو اعشاریہ تین بلین ڈالر کا نقصان کوئلے کی کانوں کو ہوا ہے، اور کُل معیشت کو نقصان تیس بلین ڈالر کا ہوا ہے۔ پھر اس کے علاوہ وہاں کے علاقے وکٹوریہ میں طوفان آیا اور محکمہ موسمیات کے مطابق وہاں کے وکٹوریہ کی تاریخ میں یہ بدترین طوفان تھا۔ تو دنیا کی تو یہ حالت ہے اور پھر یہ زعم کہ ہم بڑے ترقی یافتہ ہیں۔ اور گزشتہ سالوں میں امریکہ میں بھی طوفان آتے رہے تو کتنوں کو انہوں نے بچا لیا۔ اُن کی بھی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ تو اِن ملکوں کے طوفانوں سے باقی ملک یہ نہ سمجھیں کہ شاید ہمارے لئے بچت ہے اور یہ علاقے ایسے ہیں جہاں طوفان آتے ہیں یا زلزلے آتے ہیں یا آفات آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو، دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور اپنی پہچان کروائے۔ اس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 251)

پس اسلام کی سچائی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہونی ہے اور آپ کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا میں قائم ہونی ہے۔ غیر قوموں سے مقابلہ کر کے اسلام کی برتری جب ثابت کرنی ہے تو اس جری اللہ کے ساتھ جُڑنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ کوئی اور تنظیم، کوئی اور جماعت اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اُمّت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل پر غور کرنا چاہئے کہ کس طرح آندھی اور بارش دیکھ کر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ پس یہ دیکھیں کہ کیا ہم اس اُسوہ پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں یا کوشش کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو بڑے فکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا بے نیاز ہے۔ اُس کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ خدا صرف اُس کا ہے جو حقیقی رنگ میں حقِّ بندگی ادا کرنے والا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پاکستان میں جو گزشتہ سال سیلاب آیا جو مُلک کی تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، جس نے سرحد سے لے کر سندھ تک تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور تجزیہ کرنے والے یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ انڈونیشیا کے سونامی سے بھی زیادہ تباہ کُن تھا۔ ابھی تک وہاں لوگ شہروں میں کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ہی اُن کی آبادکاری کی طرف حکومت کو توجہ ہے اور نہ ہی اُس مُلّاں کو جو اِن کا ہمدرد بنتا ہے، جنہوں نے ہر وقت احمدیوں کے خلاف اِن کو اُکسایا ہوا ہے۔ ملک میں مکمل طور پر افراتفری ہے۔ پھر بھی عوام کو سمجھ نہیں آ رہی کہ اُن کے ساتھ یہ ہو کیا رہا ہے۔ اور زمانے کے امام کا انکار کئے چلے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سیلاب جو آیا تھا اُس میں مولوی عوام کو یہ تسلی دلا دیتا تھا اور بحث ٹی وی پر چلتی جا رہی تھی کہ یہ کوئی عذاب نہیں تھا بلکہ ابتلا تھا، اور ابتلا اللہ والوں کو آتا ہے۔ اور پھر خود ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عذاب تو اُس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور نبی کا دعویٰ موجود ہو تو چونکہ نبی کوئی نہیں ہے اس لئے یہ عذاب نہیں کہلا سکتا۔ اور جو دعویٰ ہے اُس کی طرف دیکھنے اور سننے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر بھی رحم کرے۔ چند سال پہلے ایک بدترین زلزلہ آیا تھا جس نے تباہی مچا دی تھی پھر بھی اِن کو عقل نہیں آئی کیونکہ سوچتے نہیں ہیں کہ اِن آفات کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس کے فرستادے نے کی ہے جس کے یہ انکاری ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے اقتباس میں پڑھا ہے کہ آپ نے فرمایا، کچھ حوادث اور آفتیں میرے بعد ظہور میں آئیں گی''۔ پس کچھ تو آنکھیں کھولو۔ اے بصیرت اور بصارت کا دعویٰ کرنے والو! کچھ تو عبرت حاصل کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو، بلکہ واضح فرمایا کہ میری پیشگوئیاں تمام دنیا کے لئے ہیں، نہ اس سے پنجاب مستثنیٰ ہے۔ اُس وقت پنجاب کی بات کرتے تھے کہ پنجاب میں زلزلے نہیں آئے تو آپ نے فرمایا: اس سے پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ برصغیر کا کوئی اور شہر یا علاقہ مستثنیٰ ہے۔ آپ نے واضح طور پر فرمادیا کہ حق جو ہے وہ چھپانے سے چھپا نہیں کرتا۔ اس لئے تم لوگ فکر کرو۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267-268)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ آپؑ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہ:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خُون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اِس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اَور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی، کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)۔ اور توبہ کرنے والے اَمان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی اَمان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن ۔جلد 22۔ صفحہ 268-269)

پس برصغیر کے مسلمانوں کو بھی ہوش کرنی چاہئے کہ وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار بڑی شدت سے تنبیہ کی ہے اور آپ کی شدت میں بھی، تنبیہ میں بھی ایک ہمدردی کا پہلو ہے۔ اس لئے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بار بار ہمدردی کے جذبے کے تحت لوگوں کو، دنیا کو توجہ دلاتے چلے جائیں کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اپنی حالت بدلیں اور مسیح موعود کے خلاف اپنی دریدہ دہنی سے باز آئیں۔ بنگلہ دیش کے مسلمان بھی اپنی زبانوں کو لگام دیں۔ پاکستان کے مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں کہ آفات کو قریب سے دیکھ چکے ہیں۔ پس خدا کا خوف کریں۔ جزائر کے رہنے والوں پر جو آفات آئی ہیں اور جس حالت سے آجکل جاپان گزر رہا ہے اس حالت کو ہمارے لئے، سب کے لئے، دنیا کے لئے عبرت حاصل کرنے والا ہونا چاہئے۔ اللہ کرے کہ مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کے پیغام کو سمجھیں۔ اب تو علاوہ آسمانی بلاؤں کے تقریباً ہر مسلمان ملک میں اپنے ہی مسائل اس قدر ہو چکے ہیں کہ ہر ایک ان مسائل میں الجھ گیا ہے۔ یہ بھی ان ملکوں کے لئے ایک ابتلا بن چکا ہے۔ عوام اور حکومت ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اس سے بڑی بدقسمتی اور اس سے بڑا المیہ اَور اُمّت کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ کاش کہ ان کو سمجھ آجائے کہ اُمّت کی بھلائی کے لئے جس کو خدا تعالیٰ نے بھیجنا تھا بھیج دیا۔ اب اگر عافیت چاہتے ہیں تو اسی کے دامنِ عافیت میں پناہ لیں۔ اللہ کرے۔ اللہ اِن کو توفیق دے اور سمجھ دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی مسلمان بنائے اور ہمدردی کے جذبے سے حقیقی اسلام کے پیغام کو پہنچانے والے بنیں اور دعاؤں پر پہلے سے بڑھ کر زور دینے والے ہوں۔

ایک افسوسناک خبر ہے۔ ابھی جمعہ پر آنے سے پہلے مجھے ملی ہے کہ سانگھڑ میں ہمارے ایک نوجوان رانا ظفر اللہ صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب جو سانگھڑ کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال ضلع تھے، اِن کو دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

رانا صاحب ایک جماعتی پروگرام میں شرکت کے بعد گھر واپس جا رہے تھے۔ جب آپ گھر کے دروازے کے قریب پہنچے تو دو افراد نے فائرنگ کی اور فرار ہو گئے۔ اِن کی فائرنگ سے آپ کے چہرے پر تین فائر لگے۔ فائرنگ کی آواز سُن کر آپ کا چھوٹا بھائی گھر سے باہر آیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ انہیں فوری طور پر گاڑی میں ڈال کر نوابشاہ لے جا رہے تھے لیکن راستے میں آپ نے شہادت کا رُتبہ پایا۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین میں اِن کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں ہیں۔ رانا محمد سلیم صاحب شہید سانگھڑ کے آپ عزیز تھے۔ گزشتہ کچھ عرصے میں، چند سال میں یہ سانگھڑ میں پانچویں شہادت ہے۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن جانی قربانی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھے اور دشمنوں کی پکڑ کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ اِن کے بچوں کا، اِن کی اہلیہ کا حافظ و ناصر ہو۔ صبر اور حوصلہ و ہمت عطا فرمائے۔ اب نمازوں کے بعد مَیں اِن کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

مضافات ربوہ میں خالی پلاٹوں کی حفاظت

ربوہ کے ماحول میں مضافاتی محلوں میں جن احباب نے پلاٹس خریدے ہوئے ہیں اور ابھی تک مکان تعمیر نہیں کئے ان پر باضابطہ قبضہ کی صورت پیدا کریں۔

ضروری ہے کہ رجسٹری کے بعد انتقال کے اندراج کروا کر موقع پر نشاندہی حاصل کر کے کم از کم چاردیواری تعمیر کریں۔ بدوں قبضہ آپ کا پلاٹ قطعی غیر محفوظ ہے۔ اکثر کالونیاں زرعی اراضی پر بنائی گئی ہیں اور مشترکہ کھاتہ میں قبضہ انتہائی ضروری ہے۔

یہ امر فوری توجہ کا متقاضی ہے اور اس پر عمل درآمد آپ کے مفاد میں ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی دقت درپیش ہو تو صدر مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ فرمائیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ برائے احمدیہ مسلم کمیونٹی یو کے کا پہلا اجلاس

لارڈ طارق احمد بی ٹی پہلے احمدی ہیں جن کو ملکہ برطانیہ نے ہاؤس آف لارڈز میں peer مقرر کیا ہے۔

(رپورٹ: بشیر احمد اختر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے)

مورخہ 30/نومبر 2010ء بروز منگل جماعت احمدیہ یو کے کیلئے ایک تاریخی دن تھا کیونکہ اس روز احمدیہ مسلم کمیونٹی کی آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس گروپ کی بنیاد رکھنے میں مچم اور موڑن کی MP، Siobhain McDonaugh کا بنیادی کردار تھا اور وہ اس کی پہلی چیئر پرسن منتخب کی گئیں۔ اس اجلاس کا انعقاد ہاؤس آف کامنز کے روم نمبر 16 میں ہوا۔ Siobhain McDonaugh,MP نے باقی parliamentarians، مکرم امیر صاحب یو کے اور احمدی مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اجلاس میں سب سے پہلے عہدیداران کا انتخاب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔

Chair: Siobhain McDonaugh MP
Vice Chair: Stephen Hammond MP
Secretary: Lord Graham Tope
Treasurer: Mike Gapes MP

اس گروپ کے انتظامی امور میں یو کے جماعت مدد کرے گی۔ مہمانوں میں Tom Brake MP Virendra Sharma MP,Jane Ellison MP اور Lord Eric Avebury کے علاوہ جماعت احمدیہ کے قریباً 30 عہدیداران اور 'وانڈزورتھ گارڈین' کے نمائندہ Omar Oakes شامل تھے۔ Siobhain McDonaugh MP نے Omar Oakes کا شکریہ ادا کیا جن کی وجہ سے ان میں یہ حوصلہ پیدا ہوا کہ وہ اس گروپ کو قائم کریں۔ OmarOakes نے جماعت کے ساتھ بین الاقوامی اور خاص طور پر پاکستان میں صورت حال کی وجہ سے یو کے میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارہ میں اپنے لوکل اخبار میں نشاندہی کی تھی۔

اس گروپ کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے Siobhain نے کہا کہ یہ گروپ پارلیمنٹ میں جماعت احمدیہ کو یو کے اور بین الاقوامی طور پر promote کرنے میں مددگار ہو گی۔

مکرم امیر صاحب یو کے نے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے جماعت کے بنیادی عقائد کے بارہ میں ممبران کو آگاہ کیا۔ انہوں نے احمدیوں کے ساتھ سلوک اور persecution کی تاریخ بیان کی اور یہ کہ کس طرح مختلف حکمرانوں کے بنائے ہوئے Blasphemy قوانین نے پاکستان میں جماعت احمدیہ اور باقی مذہبی تنظیموں کیلئے بڑے مسائل پیدا کئے ہوئے ہیں۔ امیر صاحب نے بتایا کہ پاکستان میں احمدیوں کو آرمی اور civil service میں کام کرنے سے روکا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ پاکستان کے علاوہ اب برطانیہ میں بھی احمدیوں کے خلاف نفرت، ناروا سلوک اور تشدد کی آگ پھیلائی جا رہی ہے۔ ختم نبوت اور جماعت اسلامی جیسی تنظیمیں جماعت کے خلاف نفرت پھیلا رہی ہیں اور ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں جہاں احمدی دکانوں کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک کیس میں مذہبی بنیاد پر ایک احمدی کو کامیابی ملی ہے۔ سکولوں میں بھی احمدی بچوں کے ساتھ مذہبی بنیاد پر غنڈہ گردی کی جا رہی ہے۔ بعض ٹی وی چینلز پر نفرت کے پیغام بھی نشر ہو رہے ہیں۔ امیر صاحب نے کہا کہ متعلقہ حکام کو اس قسم کے رویہ کے ساتھ فوراً نمٹنا چاہئے کیونکہ یہ نفرت شیعہ اور عیسائی کمیونٹیز تک بھی پھیل رہی ہے۔ BBC Panorama پروگرام کی بھی تعریف کی گئی جس نے ایسی نفرت کی مہم کو بے نقاب کیا۔

امیر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کمیٹی کو ان خدمات کی طرف بھی توجہ دلائی جو احمدی باشندے اس ملک کیلئے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ Siobhain McDonaugh اور امیر صاحب نے مکرم طارق بی ٹی صاحب کو لارڈ کا خطاب ملنے پر مبارکباد دی۔ امیر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ احمدی جماعت ایک پُر امن جماعت ہے اور امن کیلئے وہ دن رات کام میں مصروف ہے۔ انہوں نے سامعین کو بتایا کہ جماعت Love For All, Hatred For None کے تحت کام کر رہی ہے اور ہیومینیٹی فرسٹ تنظیم کے کشمیر، انڈونیشیا، ہیٹی، سری لنکا اور پاکستان میں کاموں کا ذکر کیا۔

Lord Eric Avebury جو پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کے نائب چیئرمین ہیں نے اپنی تقریر میں پاکستان میں احمدی مسلمانوں کی تکالیف کا پس منظر بیان کیا اور مجلس ختم نبوت کی پاکستان اور برطانیہ میں سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے سفارش کی کہ برطانوی قوانین کا جائزہ لیا جائے تاکہ ایسی نفرت انگیز سرگرمیوں کو روکا جائے۔ انہوں نے پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کی دو رپورٹس پیش کیں۔

آخر پر انہوں نے ہیومینٹی فرسٹ کے کاموں کی تعریف کی اور کہا کہ ایک طرف مجلس ختم نبوت نہیں چاہتی کہ حالیہ سیلاب میں کسی احمدی مسلمان کی مدد کی جائے اور دوسری طرف ہیومینٹی فرسٹ نے مذہب، رنگ اور نسل کی تفریق نہ کرتے ہوئے ہر ایک کی مدد کی۔

احمدیہ مسلم کمیونٹی کی آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ میں MPs26 اس وقت تک شامل ہو چکے ہیں۔

۞۞۞۞۞۞

مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب کا ہاؤس آف لارڈز میں بطور لارڈ تقرر

موصوف پہلے احمدی ہیں جنہیں اس اعزاز سے نوازا گیا ہے۔

مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب ولد مکرم چوہدری منصور احمد بی ٹی صاحب مرحوم کو نومبر 2010ء میں لارڈ کے خطاب سے نوازا گیا۔ مکرم امیر صاحب یو کے رفیق احمد حیات صاحب نے ان الفاظ میں ان کو مبارکباد دی:

''ہم طارق کو یہ نمایاں اعزاز پانے پر مبارکباد دیتے ہیں اور یہ موقع انہیں ملک کی خدمت کرنے میں مدد کرے گا۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یقین ہے کہ ملک کی خدمت اور بنی نوع انسان کی بقا کیلئے معاشرے کو بہتر بنانا ایمان کا حصہ ہے اور عوام کی خدمت میں مشغول رہنا ایک خوش قسمتی ہے۔ اس کا عملی طور پر اظہار کرنے میں طارق نے مثالی کام کیا ہے۔ ہاؤس آف لارڈز میں ترقی انہیں موقع فراہم کرے گی کہ وہ اس کام کو مزید آگے بڑھائیں۔ طارق غیر معمولی اوصاف اور ایمانی صفات والے انسان ہیں، اور اچھائی کیلئے ان کی انکساری اور قربانی کے جذبے جیسی صفات پارلیمنٹ میں ان کے کام کو بہتر کرے گی۔ ہم انہیں اس نئے مقام پر ہر لحاظ سے کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں جو کہ اس اعلیٰ سطح پر باقیوں کیلئے ایک نمونہ ہے۔''

مکرم طارق بی ٹی صاحب کا یہ اعزاز پانے کے بعد وینس چینل پر دوبار انٹرویو ہوا جس میں بہت سارے احباب نے فون کر کے انہیں مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ لارڈ طارق احمد Conservative Party کے نائب چیئرمین ہیں۔ ملکہ برطانیہ اور حکومت کی طرف سے مورخہ 19/نومبر 2010ء کو 54 نئے peers کا اعلان ہوا جن میں طارق کے علاوہ دو اور مسلمان شامل ہیں۔ Conservative Party کی طرف سے طارق تیسرے مسلمان لارڈ ہوں گے۔

لارڈ طارق جماعت کے بہت فعال رکن ہیں اور 2003ء سے 2009ء تک مجلس خدام الاحمدیہ یو کے کے نائب صدر رہ چکے ہیں۔ حال ہی میں MTA کے ایک پروگرام Faith Matters کی میزبانی کرتے رہے ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز میں طارق کی تقرری ان کی Conservative Party کیلئے وسیع شراکت کے علاوہ commerce اور business میں ان کے کاموں کی وجہ سے ہوئی جو تقریباً 19 سال پر مشتمل ہے۔ فی الحال وہ ایک معروف trading and commodities firm کے Director of Marketing & Corporate Strategy کے عہدہ پر فائز ہیں۔

2008ء میں Conservative Party کے نائب چیرمین بنے اور 2002ء سے ومبلڈن کے Tory Councillor ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف Deputy Chairman of the Wimbledon Conservative Association (1997-2002), Deputy Chairman of the London Councils Transport & Environment Committee (2006-2008) اور اپنی پارٹی کی طرف سے 2005ء کے الیکشن میں کرائیڈن نارتھ سے نمائندگی کی۔

مورخہ 18/دسمبر 2010ء کو مجلس عاملہ یو کے کی میٹنگ میں لارڈ طارق کو مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب یو کے نے لارڈ طارق کو تحائف پیش کئے اور ان کے اعزاز میں کھانا ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نئے عہدہ پر بہترین کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کامیابی سے نوازے۔ آمین۔

۞۞۞۞۞۞

پھر سے خوں رنگ ہوئے دشت و بیاباں اپنے
پھر بہار آئی ہوئے چاک گریباں اپنے

درد پھر رک سا گیا آ کے میری پلکوں پہ
شہر دل میں جو اٹھا یاد کا طوفاں اپنے

آ چراغ رخ زیبا کا اجالا لے کر
گھر میں اتری ہے کہیں شام غریباں اپنے

ان کی یادوں کے دیئے جلتے رہے آنکھوں پہ
یوں شب ہجر کیا گھر میں چراغاں اپنے

ایک دن غور سے دیکھا جو تیری آنکھوں کو
سب ہوئے جام بکف واعظ ناداں اپنے

تجھ کو پانے کی تمنا کا یہ انجام ہوا
غیر مجھ سے ہیں پریشاں تو گریزاں اپنے

جانے کیا بات ہوئی اہل چمن دیکھیں تو
کر کے پھرتی ہے ہوا بال پریشاں اپنے

رت جگا بیٹھ گیا آ کے وگرنہ ثاقبؔ
دیکھنے تھے مجھے کچھ خواب پریشاں اپنے

(محمد اکرم ثاقبؔ۔ امریکہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

جماعت احمدیہ امریکہ کے 62ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

مختلف علمی، تبلیغی وتربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

حکومتی شخصیات کی طرف سے جماعت احمدیہ کے امن ومحبت کے پیغام اور خدمات انسانیت پر خراج تحسین۔ تبلیغی ڈنر، واقفین نو بچوں کے ساتھ پروگرام، نمائش اور بکسٹال۔

جلسہ میں 1631 افراد شامل ہوئے

(رپورٹ: سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ۔ امریکہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ امریکہ کا 62واں جلسہ سالانہ 16 تا 18 جولائی 2010ء کو ڈلس ایکسپو سینٹر ورجینیا میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

15 جولائی 2010ء کی شام کو محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے جلسہ گاہ میں پہنچ کر انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر آپ نے کارکنان کو مختصراً خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ وہ مہمان نوازی کا خوب حق ادا کریں اور ڈیوٹی کے فرائض کے دوران نہایت ہمت اور صبر کا مظاہرہ کریں تا کہ کسی بھی مہمان کو کسی قسم کی کوئی دقت اور تکلیف نہ ہو۔ اور اس موقع پر خاص طور پر اسلامی اخوت کا مظاہرہ کریں۔

16 جولائی کو جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ قریباً ایک بجکر پینتالیس منٹ پر محترم امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد قریباً ساڑھے چار بجے شام جلسے کے پہلے سیشن کا آغاز مکرم امیر صاحب USA کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت ونظم اور ان کے تراجم کے بعد علاقے کے میئر نے بھی خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے ان کے علاقے میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر سب شاملین جلسہ کو خوش آمدید کہا اور ہمارے ماٹو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کو خوب سراہا اور کہا کاش سبھی اس پر عمل کرنے لگ جائیں۔

اس کے بعد محترم احمد مبارک صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور نے جماعت احمدیہ امریکہ کے لئے جلسہ سالانہ کے بابرکت موقع پر ارسال فرمایا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پیغام میں جماعت امریکہ کے احباب کو دعوت الی اللہ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ سب لوگوں کو یہ پیغام پہنچ جائے۔ یہی آپ کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ دعاؤں پر زور دیں اور رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ والی دعا کا کثرت سے ورد کریں۔

حضور انور کے پیغام کے پڑھے جانے کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اور پھر محترم امیر صاحب نے اللہ تعالیٰ کی صفت "غفار" پر روشنی ڈالی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات اس مضمون سے متعلق پڑھیں اور استغفار کے حقیقی معانی اور اس کے فوائد کو بیان کیا۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب نے تقریر کی جس کا موضوع تھا "مغرب میں شرائط بیعت ہماری پہچان"۔ آپ نے احباب جماعت کو شرائط بیعت پر مکمل طور پر کاربند ہونے اور اس کے مطابق مغرب میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی طرف توجہ دلائی اور کئی مثالوں سے واضح کیا کہ جب تک ہم اسلام کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل نہیں کریں گے ہمیں روحانی فتح ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغرب میں ہمیں ہر قسم کی سہولت میسر ہے۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں خود بھی اسلامی تعلیم پر عمل کرنا چاہئے اور غیر مسلموں کے سامنے بھی اسلام کا صحیح تصور پیش کرنا چاہئے۔ اور اس سلسلہ میں کسی کو بھی شرم یا عار محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں لاہور میں 28 مئی کو احمدیوں کی مساجد پر ہونے والے حملے کا بھی خاص طور پر ذکر کیا۔

آپ نے کشتی نوح سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ایک حصہ بھی پیش کیا کہ "تم غیر قوموں کی ریس مت کرو"۔ آپ نے برادر مکرم محمد صادق صاحب مرحوم کا خصوصی طور پر ذکر کیا کہ وہ کس طرح احمدیت سے مشرف ہوئے۔ یہ بزرگ میوزک کے بہت بڑے شائق تھے مگر احمدیت نے یہ پاک تبدیلی ان میں پیدا کی کہ سب کچھ چھوڑ دیا۔ یہ عمر کے آخری حصہ میں نابینا ہوگئے تھے اور پھر لکھنا مشکل ہوگیا تھا مگر خلافت کے ساتھ ان کو بہت محبت تھی۔ اور خلیفہ وقت سے تعلق بڑھانے میں ان کی دعاؤں سے فیض حاصل کرنے کے لئے وہ اپنی آواز ٹیپ کر کے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھجوایا کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو بیعت کی حقیقت سے آگاہ کریں تا کہ وہ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہیں۔

آپ کی تقریر کے بعد مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر امریکہ کی تقریر تھی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "مظالم اور ابتلا جماعت کی ترقی کا باعث اور مخالفین کے لئے خدا کا غضب"۔ اس ضمن میں مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب رسالہ الوصیت سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیوں کہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔"

آپ نے کہا کہ اگر ہم ابتلاؤں کے وقت ثابت قدم رہیں گے تو خدا کی نصرت اور مدد ہمیشہ شامل حال رہے گی۔ ترقی کے لئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جب آپ دعوۃ الی اللہ کے لئے طائف تشریف لے گئے اور آپ پر شریروں نے پتھر برسائے اور تکالیف پر تکالیف دیں آپ کا جسم مبارک خون سے لہولہان ہوگیا اس وقت بھی آپ نے ان کے لئے بددعا نہ کی اور نہ ہی خدا کے حضور کوئی شکایت کی بلکہ ان کے لئے دعائیں کیں۔

پھر آپ نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح جماعت پر مخالفین نے ظلم کئے ہماری مساجد پر حملے کئے گئے ہمارے لوگوں کو شہید کیا گیا نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک جن میں بنگلہ دیش، انڈونیشیا وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی حفاظت اور نصرت کا ہاتھ جماعت پر رکھا اور مخالفین کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔

دوسرا دن

17 جولائی ہفتہ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

قریباً دس بجکر پینتالیس منٹ پر دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مبلغ انچارج امریکہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد پہلی تقریر مکرم برادر عبدالسلام صاحب آف فلاڈیلفیا نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "اسلام نسلی امتیاز سے بالا تر ہے"۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے واقعات سنا کر بتایا کہ اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو نسلی امتیاز کی چار دیواری میں پھنسا ہوا ہو۔ آپ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطاب تھا اس کا بھی ایک حصہ پڑھ کر سنایا کہ "اے لوگو! جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں وہ سنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب ایک ہی درجہ پر ہو تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہوں۔ انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہیں۔ جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو...... اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان، مال اور عزت کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسا کہ اس مہینے میں اس علاقے اور اس دن کی ہتک کرنا۔"

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم امجد محمود خان صاحب کی تھی۔ آپ امور خارجہ کے نیشنل سیکرٹری بھی ہیں۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "امریکہ میں مذہبی آزادی"۔ آپ نے سورۃ البقرۃ کی آیات "لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ" پڑھیں اور اس کا ترجمہ اور اسلام کی مذہبی آزادی کی حسین تعلیم پیش کرنے کے بعد کہا کہ دراصل اسلام اور بانی اسلام ہی مذہبی آزادی کے اصل چیمپین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یورپ میں اس وقت اسلام کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ بعض ممالک میں مساجد کے میناروں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ بعض ممالک میں عورتوں کے برقعہ اور حجاب پر پابندی لگائی جارہی ہے۔ امریکن مسلمانوں کے لئے یہ پابندیاں چونکا دینے والی ہیں۔ آپ نے کہا کہ امریکہ میں مذہب کی مکمل آزادی ملی ہوئی ہے اور ہر شخص جس طرح چاہے جو چاہے اپنا مذہب اختیار کرسکتا اور اس پر عمل کرسکتا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مثالیں دیتے ہوئے بتایا کہ پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ مذہبی آزادی نہیں ہے جہاں اقلیتوں کے ساتھ غیر متوازی سلوک کیا جارہا ہے اور ان کی مساجد اور عبادت گاہوں پر حملے کئے جارہے ہیں اور معصوموں کی جانوں سے خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔ نیز ان کو بنیادی حقوق سے بھی محروم کیا جارہا ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ امریکہ کے تبلیغ کے نیشنل سیکرٹری مکرم علی مرتضیٰ صاحب نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "مختلف اقوام میں دعوت الی اللہ"۔ آپ نے قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی اہمیت بیان کی اور پھر اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض اور آپ کے خلفاء کرام کی راہنمائی میں اسلام کے پیغام کو ہر ایک کو بلا امتیاز پہنچانے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

اس روز دوسرے اجلاس کی کارروائی محترم امیر صاحب یو ایس اے کی صدارت میں ہوئی۔ اس اجلاس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مقامی سیاسی اور حکومتی عہدیداران بھی شامل ہوئے۔

محترم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے اجلاس میں شامل حکومتی اور سیاسی مہمانوں کو متعارف کروایا اور انہیں سٹیج پر آکر خطاب کرنے کی دعوت بھی دی۔

درج ذیل مہمانان کرام نے اجلاس سے خطاب کیا۔

1) Sharon Bulova, Chairman of the Board of Supervisors Fairfax County.
2) US Senator Kay Hutchinson
3) congressman Sergio Lenornel Celis Navasa
4) Marvin Francisco Barrios de Leon, Governor of Sacatepegue
5) Gessy Conolly Congressman 11th dist of VA
6) Her Excellency Edith Hazel, Deputy Ambassador of Ghana
7) Colonal Norvell Coots
8) Thomas Davis , House Delegate of 86th dist of VA
9) Patrick Hessity Member of Fairfax County Board of Supervisor.
10) Congresswoman Sheila Jackson Lee

ان تمام مہمانان کرام نے اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کے ماٹو "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں" کی بار بار تعریف کی۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کے کاموں کو بھی سراہا اور مقامی طور پر جماعت اس ریجن میں جو خدمات بجالا رہی ہے اور انٹرفیتھ میٹنگز میں شمولیت کر رہی ہے کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آپ کے امن ومحبت کے پیغام کا خیر مقدم کرتے ہیں اور مذہبی آزادی کے لئے آپ کی کوششوں کو سراہتے ہیں۔

امسال گوئٹے مالا کے امیر اور مشنری انچارج مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب اور ان کے ساتھ وہاں کے جنرل سیکرٹری صاحب اور گوئٹے مالا کے گورنر بھی شامل ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر گوئٹے مالا کے گورنر نے تقریر کرتے ہوئے اپنے ملک کی طرف سے جلسے میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا اور اپنے ملک کی طرف سے حاضرین جلسہ کو امن ومحبت اور خیر سگالی کا پیغام بھی دیا۔

ان معزز مہمانوں کے خطابات کے دوران دو تقاریر بھی ہوئیں۔ ایک مکرم یٰسین شریف صاحب کی تقریر "ہمارے عقائد اور موجودہ حالات میں ان پر عمل پیرا ہونے میں کون کون سے چیلنجز ہیں" کے موضوع پر تھی۔ انہوں نے سورۃ البقرۃ کی آیت 63 کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا کہ قرآنی احکامات کے مطابق مومن، یہودی، کرسچن، صابی جو بھی نیک عمل کرے گا خدا کے حضور اس کے لئے انعامات ہوں گے۔ مکرم یٰسین شریف صاحب نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے بھی اقتباس پیش کیا۔

مکرم نسیم مہدی صاحب نائب امیر ومشنری انچارج امریکہ نے اس سیشن میں "حب الوطنی" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے سورۃ النساء کی آیت 60 تلاوت کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکومت وقت کی اطاعت کی تعلیم دی

ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ بہت سے امریکن لوگوں کو مسلمانوں پر شک ہے کہ وہ یہاں رہتے ہیں پتہ نہیں ہماری حکومت کے وفادار بھی ہیں کہ نہیں؟ اسلام تو ہر ایک کو مساویانہ حقوق دیتا ہے تمام مسلمان جو غیر مسلم حکومتوں کے تحت رہتے ہیں انہیں اس ملک کی وفاداری دکھانی چاہئے کیونکہ یہی عین اسلامی تعلیم ہے۔ آپ نے کہا کہ بانی جماعت احمدیہ نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہم حکومت وقت کے ساتھ مخلصانہ رہیں اور اس کی ترقی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔

جلسہ سالانہ کا آخری دن

18 جولائی بروز اتوار آغاز تہجد سے ہوا اور پھر نماز فجر کے بعد درس بھی دیا گیا۔

مکرم و محترم امیر صاحب جماعت یو ایس اے کی صدارت میں جلسہ سالانہ کے آخری دن کا اختتامی اجلاس تلاوت و نظم کے بعد شروع ہوا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار (سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ لاس اینجلس) کی تھی۔ تقریر کا عنوان تھا ''ناجی فرقہ اور اس کی علامات'' خاکسار نے اس سلسلہ میں ترمذی شریف کی وہ مشہور حدیث پیش کی جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ خاکسار نے اس حدیث کی تشریح میں چند اور احادیث بھی پیش کیں اور بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوی سے لے کر اب تک کے مخالفتوں کے طوفانوں کا مختصراً ذکر کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر دفعہ جماعت کو کامیابیوں سے نوازا۔

خاکسار نے احرار کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں ان کے دعاوی کا کہ وہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور منارۃ المسیح کو ختم کر دیں گے اور پھر کسی کو دیکھنے کے لئے بھی کوئی احمدی نہ ملے گا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو کامیابی اور فتح کی بشارت دی اور تحریک جدید کی سکیم جاری فرمائی۔ احرار کے فتنہ کے بارے میں خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کا یہ حوالہ بھی پڑھ کر سنایا کہ ''تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔ خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا...... زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے''۔ (الفضل 30 مئی 1935ء)

خاکسار نے 28 مئی 2010ء کے لاہور میں احمدیوں کی مساجد پر حملے کا ذکر کرتے ہوئے ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

اپنی تقریر کے آخر میں خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ بھی سنایا جو حاضرین کے ازدیاد ایمان کا موجب بنا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یقیناً یاد رکھو! اور کان کھول کر سنو! کہ میری روح ہلاک ہونے والی نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں...... دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو...... کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو، ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 24-23)

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ کی تقریر تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''شہدائے لاہور اور ہمارا ردعمل''۔ آپ نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 24-23 تلاوت کی اور بتایا کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہدائے لاہور کا اپنے جمعہ کے خطابات میں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس عظیم سانحہ کے موقعہ پر صبر کا عظیم الشان مظاہرہ دکھایا ہے۔ اگر آپ جماعت کا مقابلہ دوسروں سے کر کے دیکھیں تو آپ کو صاف پتہ لگ جائے گا کہ ایسی جماعت کون سی ہے۔ آپ نے اس کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ لاہور میں داتا دربار پر بھی حملہ ہوا تھا اس وقت لوگوں نے کیا مظاہرہ کیا؟ آپ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں آپ اور آپ کے صحابہؓ بھی بڑی بے دردی کے ساتھ مظالم کا نشانہ بنے لیکن ہر ایک نے صبر کیا اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہی۔ ہر احمدی بھی رسول پاک ﷺ کا سچا پیروکار ہے اس لئے ہمیں آنحضرت ﷺ کے نمونہ کو اپنانا چاہئے۔

آج کے اس اختتامی اجلاس کی تیسری تقریر مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''ذکر حبیب'' تھا۔

آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے وہ واقعات سنائے جن میں صبر، تحمل اور قوت برداشت کا بیان تھا۔ لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت جو کہ قادیان میں ہمسائیگی میں رہتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کو خود مشاہدہ کرنے والے تھے اور اس کے باوجود آپ کے ساتھ دشمنی اور مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ لالہ شرمپت رائے بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور ان کے علاج کے لئے ایک ڈاکٹر کو بھی مقرر فرمایا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ مخالفین اور دشمنوں کے لئے بھی ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح مرزا نظام دین جو آپ کے سخت مخالف تھے ان کے علاج معالجہ کے لئے بھی سعی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ چاہتے تھے کہ آپ کے ماننے والے بھی اپنے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کریں اور ہر ایک اپنے اندر روحانی و اخلاقی تبدیلی پیدا کرے۔

ان تقاریر کے بعد محترم امیر صاحب یو ایس اے ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے اختتامی تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ اب اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ یہ جلسہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس موقع پر آپ نے ان اصحاب کے لئے بھی دعائے مغفرت کے لئے کہا جو اس سال اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں اور خصوصاً لاہور کے شہداء اور ان کے خاندانوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ واقعہ لاہور کے موقع پر بہت سے غیر احمدیوں اور غیر مسلموں نے جو ہمیں تعزیت اور افسوس کا اظہار کیا آپ نے اس پر ان سب کا شکریہ بھی ادا کیا۔ آپ نے جلسہ کی حاضری کا بھی اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال 6131 حاضرین جلسہ تھے۔ آپ نے جلسہ کے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

جلسہ سالانہ کی دیگر خصوصیات

1) **تبلیغی ڈنر:** نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ نے 17 جولائی کی شام ایک تبلیغی ڈنر کا اہتمام کیا جس میں قریباً 150 مہمان شامل ہوئے۔ ڈنر میں مہمانان کرام کے علاوہ جماعت احمدیہ یو ایس کے ممبران نیشنل مجلس عاملہ اور تمام مبلغین کرام بھی شامل ہوئے۔ اس محفل میں سوال و جواب بھی ہوئے۔

2) **واقفین نو بچوں کا پروگرام:** 16 جولائی کو محترم امیر صاحب یو ایس اے کی صدارت میں واقفین نو بچوں اور بچیوں کا پروگرام ہوا۔ مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب نیشنل سیکرٹری واقفین نو امریکہ کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پرنسپل مکرم سلیم اختر صاحب بھی اس موقع پر محترم امیر صاحب امریکہ کے ساتھ سٹیج پر تھے۔ اس اجلاس میں 175 واقفین نو بچے اور 207 واقفات نو اور 150 والدین نے شرکت کی۔ واقفات نو میں سے 100 واقفات عورتوں کی جلسہ گاہ میں تشریف فرما تھیں۔ محترم امیر صاحب نے بچوں میں ایوارڈ بھی تقسیم کئے۔

3) **واقفین نو بچوں کا ایک اور الگ پروگرام** ۱۷ جولائی کو ہوا۔ یہ پروگرام 15 سال سے بڑے بچوں کے لئے تھا تا کہ ان کی مستقبل کی پلاننگ میں راہنمائی کی جاسکے۔

4) **بک سٹال:** اس موقعہ پر بک سٹال بھی لگایا گیا۔

5) **خصوصی اجلاسات:** جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ نے اپنے اجلاسات بھی کئے۔ نیز جماعت کے سائنس دان طبقہ کی تنظیم، وکلاء کی تنظیم، میڈیکل ڈاکٹرز کی ٹیم وغیرہ نے بھی اپنے اپنے اجلاسات کئے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے چیرمین مکرم منعم نعیم صاحب نے بھی کارکنان اور ورکرز کے ساتھ خصوصی اجلاس کیا۔

6) **نمائش:** اس موقع پر نمائش لگانے کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔ نمائش بہت خوبصورت اور محنت سے لگائی گئی تھی۔ اس سال خصوصیت کے ساتھ دیگر تصاویر کے علاوہ شہدائے لاہور کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کی تصاویر بھی آویزاں کی گئیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ سب شہداء کے درجات بلند کرے اور ان کے خاندانوں اور بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔

7) **مشاعرہ:** جلسہ کے منتظمین سے مل کر مالا ایسوسی ایشن نے جلسہ کے درمیانی روز، رات کے وقت مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ قریباً 16 مشہور و معروف شعراء نے اپنا اپنا کلام سنایا اور سامعین سے داد وصول کی۔ شکاگو سے 2 غیر احمدی شعراء بھی شامل ہوئے۔ احباب اس مشاعرے سے خوب محظوظ ہوئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے یہ 62واں جلسہ سالانہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

۞۞۞۞۞۞

لَایَعْلَمُ اِلَّاھُوَ

جو انقلابات آرہے ہیں ان کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتہ نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ایک نہایت اہم رؤیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء بمقام مسجد فضل لندن میں اپنی ایک رؤیا بیان فرمائی جو آپؒ نے 78-1977ء میں دیکھی جن دنوں میں ایران کا انقلاب ابھی شروع ہوا تھا اور افغانستان میں تبدیلیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ ذیل میں یہ نہایت اہم رؤیا ہدیۂ قارئین ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک جگہ نظارہ کر رہا ہوں لیکن سب کچھ دیکھنے کے باوجود گویا مَیں اُس کا حصہ نہیں ہوں۔ موجود بھی ہوں، دیکھ بھی رہا ہوں لیکن بطور نظارہ کے مجھے یہ چیز دکھائی جارہی ہے۔ ایک بڑے وسیع گول دائرے میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ہی ترنّم کے ساتھ ایک فقرہ کہتے ہیں اور پھر انگریزی میں گانے کے انداز میں اس کا ترجمہ بھی اسی طرح ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور باری باری اس طرح ادلتا بدلتا ہے منظر۔ پہلے عربی پھر انگریزی، پھر عربی پھر انگریزی اور وہ فقرہ جو اُس وقت یوں لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت ہے۔ لَایَعْلَمُ اِلَّا ھُوَ۔ لَایَعْلَمُ اِلَّا ھُوَ۔ کوئی نہیں جانتا سوائے اُس کے۔ کوئی نہیں جانتا سوائے اُس کے۔

اور یہ جو مضمون ہے یہ اس طرح مجھ پر کھلتا ہے کہ نظارے دکھائے جارہے ہیں۔ مَیں نے جیسا کہ کہا مَیں وہاں ہوں بھی اور نہیں بھی ایک پہلو سے۔ سامنے یہ نوجوان گا رہے ہیں۔ **اور پھر میری نظر پڑتی ہے عراق کی طرف۔ شام مجھے یاد ہے۔ عراق یاد ہے۔ اور پھر ایران کی طرف۔ پھر افغانستان، پھر پاکستان مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں اور مضمون دماغ میں یہ کھلتا ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے، جو عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں، جو انقلابات آرہے ہیں اُن کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتہ نہیں۔** ہم ان کو اتفاقی تاریخی حادثات کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ مگر رؤیا میں جب وہ یہ مل کر گاتے ہیں تو اس سے یہ تأثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اتفاقاً الگ الگ ہونے والے واقعات نہیں ہیں بلکہ واقعات کی ایک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہمیں سمجھ نہیں آرہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ لَایَعْلَمُ اِلَّا ھُوَ۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس کا ہاتھ یہ تقدیر بنا رہا ہے۔

تو یہ وہ رؤیا تھی جو چوہدری انور حسین صاحب ان دنوں میں تشریف لائے ان کو بھی مَیں نے سنائی، بعض اور دوستوں کو بھی کہ یہ کچھ عجیب سی بات ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑے بڑے عظیم واقعات ان واقعات کے پس پردہ رونما ہونے والے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ہم جو اندازے کر رہے ہیں سیاسی، یہ کچھ اَور ہیں۔ جو اصل مقاصد ہیں خدا کے وہ کچھ اور ہیں۔

......پس یہ جتنے بھی واقعات آج کی دنیا میں رونما ہو رہے ہیں ایک دنیا کا مؤرخ، ایک دنیا کا سیاستدان ان کو اَور نظر سے دیکھتا ہے اور اَور فہم سے سمجھتا ہے۔ **مومن کے لئے تو ہر انگلی خدا کی تقدیر کی طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہے اور مومن ان سے اَور پیغام لیتا ہے اور ان پیغاموں کی روشنی میں اپنے آپ کو مستعد کرتا ہے اور اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ پس خدا کی انگلی جو اشارے کر رہی ہے وہ اب واضح تر ہوتے چلے جارہے ہیں اور وہ اشارے یہ ہیں کہ آگے بڑھو اور ساری دنیا کو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح کر لو کیونکہ آج یہ دنیا اپنے دروازے تمہارے لئے کھول رہی ہے۔**

پس اے اسلام کے جیالو! اور اے خدمت دین کا دعویٰ کرنے والو! ان مواقع سے فائدہ اٹھاؤ اور آگے بڑھو اور تمام دنیا کو اسلام اور اسلام کے خدا کے لئے سر کر لو۔ خدا ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)''

۞۞۞۞۞۞

بقیہ: خطاب حضور انور جلسہ سالانہ بنگلہ دیش از صفحہ 16

تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (البقرہ: 287)"۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ156)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول بڑا خوبصورت ہے کہ آپ کے اخلاق قرآن کریم کی تعلیم تھے۔پس جب ہم اپنے عملوں پر غور کریں گے، اپنی کمزوریوں پر غور کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان احکامات پر عمل کرنے کی طاقت بھی مانگیں گے۔اور یوں ہمارے عمل ترقی پذیر ہوتے چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے گا اور ان میں وسعت پیدا کرتا چلا جائے گا۔اور جب ہماری یہ حالت ہو گی تو ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کام بھی احسن رنگ میں انجام دے سکیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس کام میں برکت بھی ڈالے گا۔ہمارا دعویٰ صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں رہے گا بلکہ ہم اپنے قول کی عملی تصویر بھی بن رہے ہوں گے۔اور یہ بات انشاء اللہ تعالیٰ ہماری دعوتِ الی اللہ میں برکت ڈالے گی۔اللہ تعالیٰ نے نیک کام اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کی طرف بلانے اور اس مقصد کے لئے نیک عمل کے نمونے دکھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ یہ بھی اعلان کرو کہ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْن () کہ یقیناً میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔اب جب نیک عمل بجالائے جائیں گے تو فرمانبرداری کی وجہ سے ہی بجالائے جائیں گے۔لیکن یہاں ایک بات یاد رکھنی بھی ضروری ہے کہ نیک عمل جتنے بھی اعلیٰ ہوں، اُس وقت تک ان میں برکت نہیں ہو گی اور ہم ان سے برکت حاصل نہیں کر سکیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے کامل فرمانبرداری کا حق ادا نہیں کریں گے۔اور کامل فرمانبرداری اس وقت ہو گی جب اس زمانے کے امام کو مان کر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہم ایک جماعت سے منسلک ہو کر، ایک نظام سے منسلک ہو کر پھر اپنے اعمال بھی بجالائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچائیں گے۔

جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتے ہوئے زمانے کے امام اور مسیح موعود کو آپؐ کا سلام پہنچایا ہے تو پھر مسیح موعود کی کامل فرمانبرداری بھی کرنی ہو گی۔جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو آپؐ کا سلام پہنچایا ہے، آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو پھر ہمیں آپ علیہ السلام کی کامل فرمانبرداری بھی کرنی ہو گی۔صرف دعوت الی اللہ کی انفرادی کوششیں ہی کافی نہیں ہوں گی بلکہ ایک نظام سے منسلک ہو کر مربوط اور مضبوط کوشش کرنی ہو گی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد کے نیک اعمال کا مجموعہ جماعت کی مضبوطی بڑھائے گا۔اور جب یہ نیک اعمال کامل فرمانبرداری سے ایک ہاتھ کے اشارے پر اٹھتے بیٹھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوں گے تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔اس زمانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان لانے والوں کے کاموں میں برکت کی نوید انہی لوگوں کو سنائی ہے جو ایک جماعت سے منسلک ہوں گے۔نام کی جماعتیں تو بہت ساری ہیں لیکن قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والی اور ایک ہاتھ پر بیعت کرنے والی جماعت صرف جماعتِ احمدیہ ہے۔

پس ہر احمدی کو اپنی اس اہمیت کو سمجھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اور یہ بات نظامِ جماعت چلانے والے جو افراد ہیں ان کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کریں گے جس کی اہمیت کے بارے میں مَیں گزشتہ خطبہ میں بھی ذکر کر چکا ہوں تو وہ بھی پوچھے جائیں گے۔ایسی امانت جس کے اٹھانے سے ہر ایک نے انکار کیا تھا لیکن انسانِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اُس امانت کو اٹھا لیا اور یہی امانت آخری زمانے میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کے سپرد کی گئی ہے۔اگر اس کے ماننے والے اس کا حق ادا نہیں کریں گے تو اُن کا بھی مؤاخذہ کیا جائے گا۔پس ہمارے لئے بڑی فکر انگیز بات ہے۔

اس حوالے سے مَیں نظامِ جماعت اور تمام ذیلی تنظیموں خدام، انصار اور لجنہ کے نظاموں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی امانت کا حق ادا کریں۔صرف افرادِ جماعت سے کامل اطاعت کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے فرائض بھی احسن طریق پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہماری کوششیں مزید مربوط اور مضبوط ہوں گی اور پورے نظام کو ہم فعّال کرنے والے ہوں گے، ہر طرف سے کوشش ہو رہی ہو گی تو دعوتِ الی اللہ کا کام کئی گنا بڑھ سکتا ہے جس میں بہت زیادہ گنجائش ہے۔بعض رپورٹس مَیں دیکھتا ہوں تو ان سے پتہ لگتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جس حد تک کام ہو سکتا ہے اُتنا نہیں ہو رہا۔مجھے امید ہے کہ اب تک جو سستیاں ہو چکی ہیں اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ہر موقع جو اللہ تعالیٰ آپ کو مہیا فرماتا ہے، چاہے وہ ہماری ترقی کا موقع ہو یا کسی قسم کی مخالفت کا، اُس سے سبق حاصل کرنے والے ہوں گے۔اگر ہماری کوششیں مربوط ہوتیں تو ہو سکتا تھا کہ آج بھی یہی مخالفت جو مخالفین کی طرف سے ہوئی ہے اس میں سے بہت سارے مخالفین اس وقت ہمارے درمیان بیٹھے ہوتے۔

بنگلہ دیشی میرے اندازے کے مطابق بہت زیادہ روشن خیال اور روشن دماغ کے لوگ ہیں اور سوچ اور سمجھ رکھنے والے ہیں۔حق بات کو اگر سمجھ جائیں تو اس کو قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس وقت بھی بنگلہ دیش میں بہت سارے پڑھے لکھے لوگ جو جماعت کے پیغام کو سمجھتے ہیں اور جماعت کی تعلیمات کو سمجھتے ہیں، باوجود اس کے کہ ان کا جماعت سے تعلق نہیں ہے، براہِ راست جماعت میں شامل نہیں ہیں لیکن جماعت کی تعلیمات کی جو خوبصورتی ان تک پہنچتی ہے وہ اس وجہ سے ہمیشہ جماعت کا ساتھ دیتے ہیں۔اسی طرح دیہاتوں میں بھی، قصبوں میں بھی جو شرفاء ہیں وہ جماعت کی تعلیمات کو اچھا سمجھتے ہوئے مخالفت کی صورت میں جماعت کا ساتھ دیتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں جماعت کی مخالفت کے حالات بہت ساری دنیا کے بعض ممالک سے بہت کم ہیں اور جماعت کے بہتر حالات ہیں۔اس لئے اپنے تبلیغ کے نظام کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔دعوتِ الی اللہ کے نظام کو مزید فعّال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ یہی مخالفین جو آج اکثریت میں نظر آ رہے ہیں یہ اقلیت میں بدل جائیں۔

یہ دن دعاؤں کے ساتھ گزاریں۔اپنے ذاتی شکووں اور گلوں کو ختم کریں اور ایک ہی مقصد سامنے ہو کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا تک پہنچانا ہے جو پیار اور محبت کا پیغام ہے، جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے کا پیغام ہے تاکہ ہماری قوم حقیقی رنگ میں اُمّتِ مسلمہ کہلانے والی بن جائے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں جب ہمارے ایمانوں میں مضبوطی ہو گی، جب ہمارے مقاصد نیک ہوں گے، جب ہمارے اندر مستقل مزاجی ہو گی تو پھر خدا تعالیٰ ہمارے کام میں بے انتہا برکت ڈالتا چلا جائے گا۔اور ہم بھی وہ انقلاب جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقدر انقلاب ہے اس کا حصہ بن جائیں گے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسے کے مقاصد میں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے یہ بھی ہے کہ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کی جائے۔پس اعلیٰ اخلاق دکھاتے ہوئے محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا بھی پیدا کریں۔اور نہ صرف یہاں جمع ہونے کے دوران بلکہ جب اپنے اپنے گھروں میں جائیں تو وہاں جا کر بھی اس پیار اور محبت کی فضا کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خیریت سے جو جلسے کی باقی کارروائی ہے وہ بھی ختم ہو اور خیر و عافیت سے آپ لوگ اپنے گھروں کو بھی جائیں۔

اب دعا کر لیں۔

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے

از صفحہ13

جیسے جذبات مرد میں رکھے گئے ہیں، ایسے ہی عورت میں بھی رکھے گئے ہیں تاکہ وہ آپس میں محبت سے رہ سکیں۔

اب دیکھو یہ مسئلہ مرد و عورت میں کیسا صلح اور محبت کرنے والا ہے جب کوئی مرد عورت سے بِلا وجہ ناراض ہو تو اسے کہیں گے جیسے تمہارے جذبات ہیں، ایسے ہی عورت کے بھی ہیں۔جس طرح تم نہیں چاہتے کہ تمہارے جذبات کو ٹھیس لگے، اسی طرح وہ بھی چاہتی ہے کہ اس کے جذبات کو پامال نہ کیا جائے۔ پس تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِی سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا (الفرقان: 60) سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان و زمین چھ دن میں پیدا کئے گئے اور پھر خدا عرش پر قائم ہو گیا۔مگر یہ غلط ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان لاکھوں سال میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ جیالوجی سے ثابت ہے۔لیکن حق یہ ہے کہ لوگ خود آیت قرآنیہ کو نہیں سمجھتے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ زمین و آسمان کتنے سالوں میں بنے مگر یہ جانتے ہیں کہ چھ دنوں میں نہیں بنے۔ کیونکہ یوم تو سورج سے بنتے ہیں۔ مگر جب سورج ہی نہ تھا تو یہ دن کہاں سے آ گئے؟ یوم کے معنے ایک اندازہ وقت کے ہیں۔قرآن کریم میں یوم ایک ہزار سال کا بھی اور پچاس ہزار سال کا بھی آیا ہے۔پس اس آیت میں چھ لمبے زمانوں میں زمین و آسمان کی پیدائش مراد ہے۔

(باقی آئندہ)

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ

(امۃ الشافی۔اہلیہ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید۔حال مقیم امریکہ)

17/مارچ 2011ء کو خاکسارہ کی پھوپھی مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب معالج خصوصی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔اہلیہ مکرم سید محمد اکرم شاہ صاحب مرحوم آف لاہور۔بوقت سوا آٹھ بجے صبح Canton.Ohio کے مقامی ہسپتال میں کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد بعمر 79 سال وفات پا گئی ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے موصیہ تھیں۔ اپنے والد صاحبؓ کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا۔مرحومہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کہنے پر History میں ایم اے کیا اور عرصہ چھ سال تک جامعہ نصرت ربوہ میں لیکچرر کے فرائض انجام دیئے۔

امریکہ میں مرحومہ 1992ء سے اپنے فرزندِ اصغر ڈاکٹر اکبر شاہ صاحب کے ساتھ مقیم تھیں۔صدر لجنہ، سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری تربیت کے جماعتی فرائض ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی۔

پسماندگان میں مرحومہ کے دو بیٹے، ایک پوتا اور پوتی چھوڑی ہیں۔مرحومہ بہت دعا گو، ملنسار، صابر اور بہت خدمت خلق کرنے والی مہمان نواز خاتون تھیں۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔آمین

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے از صفحہ2

عورت نے ہی تحائف پیش کئے تھے۔ اب مَیں بھی عورت ہوں جو یہ پیش کر رہی ہوں اور اس طرح آپ کو سلیمانؑ سے مشابہت حاصل ہوگئی ہے۔ ہارون الرشید نے بھی اس پر فخر کیا کہ اسے حضرت سلیمانؑ سے تشبیہ دی گئی۔

(7) ساتواں شبہ یہ پیدا ہوگیا تھا کہ قرآن کریم میں تاریخ کے خلاف باتیں ہیں۔ یہ شُبہ مسلمانوں میں بھی پیدا ہوگیا تھا اور غیر مسلموں میں بھی۔

سر سید احمد جیسے لائق شخص نے بھی اس اعتراض سے گھبرا کر یہ جواب پیش کیا کہ قرآن کریم میں خطابیات سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی ایسے واقعات کو یا عقائد کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے جو گو صحیح نہیں مگر مخاطب ان کی صحت کا قائل ہے اس لئے اس کے سمجھانے کے لئے انہیں صحیح فرض کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔

لیکن یہ جواب درحقیقت حالات کو اور بھی خطرناک کر دیتا ہے۔ کیونکہ سوال ہوسکتا ہے کہ کس ذریعہ سے ہمیں معلوم ہو کہ قرآن کریم میں کونسی بات خطابی طور پر پیش کی گئی ہے اور کونسی سچائی کے طور پر۔ اس دلیل کے ماتحت تو کوئی شخص سارے قرآن کو ہی خطابیات کی قسم کا قرار دیدے تو اس کی بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور دنیا کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ خطابی دلیل کے لئے ضروری ہے کہ خود مصنف ہی بتائے کہ وہ خطابی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں خطابیات کے اصول کو اختیار نہیں کیا بلکہ اسے ردّ کیا ہے۔ اور یہ اصل پیش کیا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس عَالِمُ الْغَیْب کی طرف سے جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقیناً درست ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسری تاریخوں کا جو اپنی کمزوری پر آپ شاہد ہیں پیش کرنا بالکل خلافِ عقل ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم جو کچھ بیان کرتا ہے اس کے معنی خود قرآن کریم کے اصول کے مطابق کئے جائیں۔ اسے ایک قصّوں کی کتاب نہ بنایا جائے اور اس کی پُرحکمت تعلیم کو سطحی بیانات کا مجموعہ نہ سمجھ لیا جائے۔

(8) آٹھویں غلطی جس میں لوگ مبتلا ہو رہے تھے یہ تھی کہ قرآن کریم بعض ایسے چھوٹے چھوٹے امور کو بیان کر دیتا ہے جن کا بیان کرنا علم و عرفان اور ارتقائے ذہنِ انسانی کیلئے مفید نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بھی غلط ثابت کیا اور بتایا کہ قرآن کریم میں کوئی فضول امر بیان نہیں ہوا۔ بلکہ جس قدر مطالب یا واقعات بیان کئے گئے ہیں نہایت اہم ہیں۔ مَیں مثال کے طور پر حضرت سلیمانؑ کے ایک واقعہ کو لیتا ہوں۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک محل ایسا تیار کرایا جس کا فرش شیشے کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہتا تھا۔ ملکہ سبا جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے اسے اس میں داخل ہونے کو کہا۔ لیکن ملکہ نے سمجھا کہ اس میں پانی ہے اور وہ ڈری۔ مگر حضرت سلیمانؑ نے بتایا کہ ڈرو نہیں، یہ پانی نہیں بلکہ شیشہ کے نیچے پانی ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ۔ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا۔ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (النمل:45)

یعنی سبا کی ملکہ کو حضرت سلیمان کی طرف سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جا۔ جب وہ داخل ہوئی تو اسے معلوم ہوا کہ فرش کی بجائے گہرا پانی ہے۔ اس پر اس نے اپنی پنڈلیوں کو ننگا کر لیا یا یہ کہ وہ گھبرا گئی۔ تب حضرت سلیمان نے اسے کہا کہ تمہیں غلطی لگی ہے۔ یہ پانی نہیں۔ پانی نیچے ہے اور اوپر شیشہ کا فرش ہے۔ تب اس نے کہا اے میرے ربّ! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب مَیں سلیمان کے ساتھ سب جہانوں کے ربّ اللہ پر ایمان لاتی ہوں۔

مفسرین ان آیات کے عجیب و غریب معنی کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں حضرت سلیمانؑ اس سے شادی کرنا چاہتے تھے مگر جنّوں نے انہیں خبر دی تھی کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کی پنڈلیاں دیکھنے کے لئے اس طرح کا محل بنوایا۔ مگر جب اس نے پاجامہ اُٹھایا تو معلوم ہوا اس کی پنڈلیوں پر بال نہیں ہیں۔

بعض کہتے ہیں پنڈلیوں کے بال دیکھنے کے لئے حضرت سلیمانؑ نے اس قدر انتظام کیا کرنا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اس ملکہ کا تخت منگایا تھا۔ اس پر انہوں نے خیال کیا کہ میری ہتک ہوئی ہے کہ میں نے اس سے تخت مانگا۔ اس ہتک کو دور کرنے کے لئے آپ نے ایسا قلعہ بنوایا تاکہ وہ اپنی وقعت قائم کرسکیں۔

مگر کیا کوئی سمجھدار کہہ سکتا ہے کہ یہ باتیں ایسی اہم ہیں کہ خدا کے کلام اور خصوصاً آخری شریعت کے کامل کلام میں ان باتوں کا ذکر کیا جائے جن کا نہ دین سے تعلق ہے نہ عرفان سے۔ اور کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدتعالیٰ کے نبی ایسے امور میں جن کو یہاں بیان کیا گیا ہے مشغول ہوسکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تشریح فرمائی ہے کہ اس نے حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے اور صاف طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ قرآن کریم میں جو کچھ بیان ہوا ہے ایمان و عرفان کی ترقی کے لئے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سبا ایک مُشرکہ عورت تھی اور سورج پرست تھی۔ حضرت سلیمانؑ اسے سبق دینا چاہتے تھے اور شرک چھڑانا چاہتے تھے۔ پس آپ نے لفظوں میں دلیل دینے کے ساتھ ساتھ یہ طریق بھی پسند کیا کہ عملاً اس کے عقیدہ کی غلطی اس پر ظاہر کریں۔ اور اس کی ملاقات کے لئے ایک ایسے قلعہ کو تجویز کیا جس میں شیشہ کا فرش تھا اور نیچے پانی بہتا تھا۔ جب ملکہ اس فرش پر سے چلنے لگی تو اسے پانی کی ایک جھلک نظر آئی۔ جسے دیکھ کر اس نے اپنا لباس اونچا کر لیا۔ یا یہ کہ وہ گھبرا گئی (کشفِ ساق کے دونوں ہی معنی ہیں) اس پر حضرت سلیمانؑ نے اسے تسلی دی اور کہا کہ جسے تم پانی سمجھتی ہو یہ تو اصل میں شیشہ کا فرش ہے جس کے نیچے پانی ہے۔ چونکہ پہلے دلائل سے شرک کی غلطی اس پر ثابت کر چکے تھے اس نے فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے ایک عملی مثال دے کر مجھ پر شرک کی حقیقت کھول دی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جس طرح پانی کی جھلک شیشہ میں سے تجھے نظر آئی ہے اور تو نے اسے پانی سمجھ لیا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کا نور اجرامِ فلکی میں سے جھلکا ہے اور لوگ انہیں خدا ہی سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ خدا تعالیٰ کے نور سے نور حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس دلیل سے وہ فوراً متاثر ہوئی اور بے تحاشا کہہ اٹھی کہ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ مَیں اس خدا پر ایمان لاتی ہوں جو سب جہانوں کا رب ہے۔ یعنی سورج وغیرہ بھی اسی سے فیض حاصل کر رہے ہیں اور اصل فیض رسان وہی ایک ہے۔

اب دیکھو یہ کیسا اہم اور فلسفیانہ مضمون ہے اور اس پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ مگر پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ بالوں والی پنڈلیاں دیکھنے کے لئے محل بنایا گیا تھا۔ کیا جن عورتوں کی پنڈلیوں پر بال ہوں ان کی شادی نہیں ہوتی؟ اور نبی ایسے حالات میں مبتلا ہوسکتا ہے؟ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے مضامین کی اہمیت کو قائم کیا اور اس کی طرف جو بے حقیقت امور منسوب کئے جاتے تھے ان سے اسے پاک قرار دیا۔

(9) نویں غلطی یہ لگ رہی تھی کہ بعض لوگ سمجھتے تھے کہ قرآن کریم کے بہت سے دعوے بے دلیل ہیں، انہیں دلائل سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمان کہتے قرآن چونکہ اللہ کا کلام ہے اس لئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے ہم مانتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کہتے یہ بیہودہ باتیں ہیں انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ قرآن کریم کا ہر ایک دعویٰ دلائل قاطع اپنے ساتھ رکھتا ہے اور قرآن اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود دیتا ہے۔ اور فرمایا یہی بات قرآن کریم کو دوسری الہامی کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ تم کہتے ہو قرآن کی باتیں بے دلیل ہیں۔ مگر قرآن میں یہی خصوصیت نہیں کہ اس کی باتیں دلائل سے ثابت ہوسکتی ہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی باتوں کے دلائل خود دیتا ہے۔ وہ کتاب کامل ہی کیا ہوگی جو ہمارے دلائل کی محتاج ہو۔ بات خدا بیان کرے اور دلائل ہم ڈھونڈیں۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہوئی جیسے راجوں مہاراجوں کے درباروں میں ہوتا ہے کہ جب راجہ صاحب کوئی بات کرتے ہیں تو ان کے مصاحب ہاں جی ہاں جی کہہ کر اس کی تائید و تصدیق کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا کہ قرآن کریم کا کوئی دعویٰ ایسا نہیں جن کی دلیل بلکہ دلائل خود اس نے نہ دیئے ہوں۔ اور اس مضمون کو آپ نے اس وسعت سے بیان کیا کہ دشمنوں پر اس کی وجہ سے ایک موت آگئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امرتسر میں عیسائیوں سے جو مباحثہ ہوا اور ''جنگِ مقدس'' کے نام سے شائع ہوا، اس میں آپ نے عیسائیوں کے سامنے یہی بات پیش کی کہ فریقین جو دعویٰ کریں اس کا ثبوت اپنی الہامی کتاب سے دیں۔ اور پھر اس کے دلائل بھی الہامی کتاب سے ہی پیش کریں۔ عیسائی دلائل کیا پیش کرتے، وہ یہ دعویٰ بھی انجیل سے نہ نکال سکے کہ مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے۔ ایک دفعہ مَیں گاڑی میں بیٹھا کہیں جا رہا تھا کہ ایک عیسائی نے مجھ سے کہا۔ مَیں نے مرزا صاحب کا امرتسر والا مباحثہ دیکھا مگر مجھے تو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے پاس ان کی صداقت کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا یہی مباحثہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی اور آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ عیسائی نے کہا وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا اس طرح کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کو کہا تھا کہ اپنا دعویٰ اور اس کے دلائل اپنی الہامی کتاب سے پیش کرو مگر عیسائی اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اگر مَیں ہوتا تو اُٹھ کر چلا آتا۔ مگر میرا مرزا پندرہ دن تک عیسائیوں کی بیوقوفی کی باتیں سنتا رہا اور ان کو سمجھاتا رہا۔ یہ حضرت مرزا صاحب کا ہی حوصلہ تھا۔

(10) دسویں غلطی بعض لوگوں کو یہ لگی ہوئی تھی کہ قرآن کریم علوم یقینیہ کو ردّ کرتا اور ان کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے۔

اس غلطی کو بھی آپ نے دور فرمایا اور بتایا کہ قرآن کریم ہی تو ایک کتاب ہے جو نیچر یا خدا کے فعل کو زور کے ساتھ پیش کرتی ہے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے اور ظاہری سلسلہ یعنی نیچر کو باطنی سلسلہ یعنی کلام الٰہی کے مماثل قرار دیتی ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن کریم علوم طبعیہ کے خلاف باتیں کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کا فعل ایک دوسرے کے کبھی خلاف نہیں ہو سکتے۔ جو امور قرآن کریم میں خلافِ قانون قدرت قرار دیئے جاتے ہیں۔ آپ نے ان کے متعلق فرمایا وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔ یا تو یہ کہ جس بات کو لوگوں نے قانون قدرت سمجھ لیا ہے وہ قانون قدرت نہیں۔ یا پھر قرآن کریم کے جو معنی سمجھے گئے ہیں وہ درست نہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق کئی مثالیں بیان فرمائیں کہ کس طرح قرآن کریم کے معنی غلط سمجھے گئے۔ چنانچہ آپ نے یہی مثال دی ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (الطارق: 12، 13) کے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ آسمان چکر کھاتا ہے اور زمین پھٹتی ہے۔ اور اس پر طبعی لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آسمان کوئی مادی شئے ہی نہیں پھر وہ چکر کیونکر لگاتا ہے اور اگر مادی وجود ہو بھی تو بھی زمین چکر کھاتی ہے، نہ کہ آسمان۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں۔ سَمَآء کے معنی بادل کے بھی ہیں اور رَجْع کے معنی بار بار آنے کے۔ پس اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آسمان چکر کھاتا ہے بلکہ یہ ہیں کہ ہم شہادت کے طور پر بادلوں کو پیش کرتے ہیں جو بار بار خشک زمین کو سیراب کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پھر زمین کو پیش کرتے ہیں جو بارش ہونے پر پھٹتی ہے یعنی اس سے کھیتی نکلتی ہے۔ شہادت کے طور پر ان چیزوں کو پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے بادلوں کا سلسلہ پیدا کیا ہے کہ وہ بار بار آتے ہیں اور زمین کی شادابی کا موجب ہوتے ہیں اور ان کے بغیر سرسبزی اور شادابی ناممکن ہے، اسی طرح روحانی سلسلہ کا حال ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے بادل نہیں بھیجتا اور اپنے کلام کا پانی نہیں برساتا زمین کی پھوٹنے کی قابلیت ظاہر نہیں ہوتی۔ لیکن جب آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے تب جا کر انسانی ذہن بھی اپنی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے اور آسمانی کلام کی مدد سے باریک در باریک مطالب روحانیہ کو پیدا کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ان آیات کا سیاق بھی انہیں معنوں پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ آگے فرمایا ہے کہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّ مَاهُوَ بِالْهَزْلِ۔ (الطارق: 14، 15) یعنی پہلی بات سے یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کریم کوئی لغو بات نہیں، بلکہ حقیقت کو ثابت کرنے والا کلام ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بھی زمین خشک ہو رہی تھی اور دینی علوم سے لوگ بے بہرہ تھے۔ پس ضرورت تھی کہ خدا کی رحمت کا بادل کلام الٰہی کی صورت میں برستا اور لوگوں کی روحانی خشکی کو دور کرتا۔

اسی طرح آپ نے بتایا کہ دیکھو قرآن کریم کے زمانہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ آسمان ایک ٹھوس چیز ہے اور ستارے اس میں جڑے ہوئے ہیں۔ مگر یہ تحقیق واقعہ کے خلاف تھی۔ قرآن کریم نے اس زمانہ میں ہی اس کو ردّ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (یٰس: 41) سیارے ایک آسمان میں جو ٹھوس نہیں ہے بلکہ ایک لطیف مادہ ہے جسے سیّال سے نسبت دی جاسکتی ہے اور سیّارے اس میں اس طرح گردش کرتے ہیں جیسے کہ تیراک پانی میں تیرتا ہے۔ موجود تحقیق میں ایتھر کا بیان بالکل اس بیان کے مشابہ ہے۔

اس طرح آپ نے فرمایا کہ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النسآء: 2) کے یہ معنے کئے جاتے ہیں کہ آدم کی پسلی سے خدا تعالیٰ نے حوّا کو پیدا کیا اور اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معنی ہی غلط ہیں۔ قرآن کریم میں یہ نہیں کہا گیا کہ حوا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حوّا آدم ہی کی جنس سے پیدا کی گئی۔ یعنی جن طاقتوں اور جذبات کو لے کر مرد پیدا ہوا، انہی طاقتوں اور جذبات کو لے کر عورت پیدا ہوئی۔ کیونکہ اگر مرد اور عورت کے جذبات ایک نہ ہوتے تو ان میں حقیقی اُنس پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ اگر مرد میں شہوت رکھی جاتی اور عورت میں نہ ہوتی تو کبھی ان میں اتحاد پیدا نہ ہوتا۔ اور ایک دوسرے سے سر پھٹول ہوتا رہتا۔ پس

باقی صفحہ12 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

نسخہ راحت وسکھ

ماہنامہ ’’مصباح‘‘ ربوہ جنوری 2009ء میں ذاتی طور پر راحت حاصل کرنے سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بعض ارشادات شامل اشاعت ہیں۔حضورؓ فرماتے ہیں:

’’جس قدر انسانی فطرت اور اس کی کمزوریوں پر نظر کروگے تو ایک بات فطرتی طور پر انسان کا اصل منشاء اور مقصد معلوم ہوگی وہ ہے حصول سکھ۔اس کے لئے وہ ہر قسم کی کوششیں کرتا اور ٹکریں مارتا ہے۔لیکن میں تمہیں اس فطرتی خواہش کے پورا کرنے کا ایک آسان اور مجرب نسخہ بتاتا ہوں۔کوئی ہو، چاہے اس کو آزما کر دیکھ لے۔میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس میں ہرگز ہرگز کوئی خطا اور کمزوری نہ ہوگی اور میں یہ بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قدر کوشش تم ناجائز طور پر سکھ کے حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو اس سے آدھی ہی اس کے لئے کرو تو کامل طور پر سکھ مل سکتا ہے وہ نسخہ راحت یہ کتاب مجید ہے۔اور میں اسی لئے اس کو بہت عزیز رکھتا ہوں۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد نمبر 1 صفحہ 100)

سکھ کے دیگر ذرائع بیان کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا: ’’انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جن سے وہ واحد شخص اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن وآرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے تو وہ طمع نہیں کرتا اور اس عذاب بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا۔ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع وفزع، شہوت اور غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں‘‘۔ (خطبات نور جلد اول صفحہ 215)

مزید فرماتے ہیں: ’’میں دیکھتا ہوں آتشک انہی کو ہوتی ہے جو نافرمانی کرتے ہیں۔میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی کو نماز پڑھنے سے سوزاک ہوگیا ہو یا زکوۃ دینے سے کوڑھ ہوگیا ہو لوگ کہتے ہیں نیکی مشکل ہے یہ غلط ہے، بلکہ نیکی تو سکھوں کی ماں ہے۔......سنو اولوگو! فرمانبرداری کرواپنے محسن، مربی کی، جس نے تم کو اور تم (سے) پہلوں کو خلق کیا۔اس سے فائدہ ہوگا دکھوں سے بچے رہوگے‘‘۔ (حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 114)

محترم چوہدری رحمت خاں صاحب

ماہنامہ ’’مصباح‘‘ ربوہ جون 2009ء میں محترم چودھری رحمت خاں صاحب سابق امام مسجد فضل لندن کا ذکر خیر آپ کی بیٹی محترمہ صوفیہ خانم صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم چودھری رحمت خاں صاحب 1899ء میں دھیر کے کلاں ضلع گجرات میں ایک معزز احمدی زمیندار گھرانے میں حضرت چوہدری خوشی محمد صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1918ء میں میٹرک کرنے کے بعد B.A. تک تعلیم حاصل کی اور زمیندار ہائی سکول گجرات کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر ریٹائر ہوئے۔

آپ قریباً چالیس سال تک دھیر کے کلاں جماعت کے صدر رہے۔بچپن سے پنجوقتہ نماز کے عادی تھے۔جس کی وجہ یہ بتاتے کہ چودہ سال کی عمر میں کسی وجہ سے آپ کی ٹانگ سوجنا شروع ہوگئی۔کچھ عرصہ بعد مادہ رسنا شروع ہوگیا۔آخرکار جب کوئی علاج فائدہ مند ثابت نہ ہوا تو ڈاکٹروں کا مشورہ تھا کہ ٹانگ کاٹ دی جائے کیونکہ ٹانگ کی ہڈی گلنا شروع ہوگئی تھی۔آپ معذوری کے شدید خوف میں مبتلا تھے اور ایسے میں اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری سے یہ عرض کیا کہ اگر میری ٹانگ ٹھیک ہوگئی جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے مگر تیرے لئے تو کچھ ناممکن نہیں تو میں آخری سانس تک کوئی نماز قضاء نہیں کروں گا اور تو ہی مجھے اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا کرنا۔

اس کے بعد ایک روز آپ نے زخم والی جگہ پہ اپنی ہڈی کو ہاتھ سے ٹٹولا تو گلی ہوئی ہڈی ٹوٹ کر آپ کے ہاتھ میں آگئی، پھر آہستہ آہستہ زخم بھرنا شروع ہوگیا اور آپ نے چلنا پھرنا شروع کردیا۔چنانچہ پھر آپ نے آخری سانس تک اپنے عہد کو نبھایا اور تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔اپنے بچوں کو نماز کی پابندی کروانے کی ہمیشہ کوشش فرماتے رہے۔نہایت درجہ صابر وشاکر تھے۔اپنی زندگی میں بہت سے صدمات برداشت کئے جس میں 26 سالہ نوجوان بیٹے کی وفات بھی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت اور حسن قراءت اور خوش الحانی سے بھی۔علم بہت وسیع تھا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ ساری عمر خدا تعالیٰ کا خاص فضل رہا اور وہ میرے ہر کام میں راہنما بنا رہا۔میں نے ساری عمر سروس وغیرہ کے لئے بھی درخواست نہیں لکھی۔یہاں تک کہ جب ہیڈ ماسٹر ہونے کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے تو اُن ہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا حضورؓ حضرت اُمّ ناصر مرحومہ والے مکان میں تشریف فرما ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ گویا آپؓ کسی کے منتظر ہیں۔اتنی دیر میں سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آئی اور ایک ہاتھ مصافحہ کے لئے دروازہ میں سے آیا۔حضورؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ ہاتھ پہچان لیا کہ یہ ہاتھ چوہدری رحمت خاں صاحب کا ہے جو ضلع گجرات کے ایک گاؤں میں رہتے ہیں۔انہوں نے 1922ء میں قادیان میں بڑی محنت سے درس میں شمولیت کی اور درس جاری رکھنے کی رپورٹس بھی مجھے ملتی رہتی ہیں۔میں نے ہاتھ پکڑ کر آگے کھینچ لیا......پھر حضورؓ نے نام کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ چوہدری کا لفظ بڑائی کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے ان کے نام کا مطلب ہے ’’بہت بڑی رحمت‘‘۔

جب خطبہ جمعہ میں حضورؓ نے یہ رؤیا بیان فرمائی تو چودھری صاحب ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (وکیل التبشیر) بھی موجود تھے۔حضورؓ نے اُن سے فرمایا: ’’چوہدری صاحب بڑے کام کے آدمی ہیں۔انہوں نے 1922ء میں مجھ سے بڑی محنت سے درس لیا ہے۔ان سے کوئی اعلیٰ کام لو۔ان کو باہر بھیجو۔میں نہیں پسند کرتا کہ باہر اشاعت کے لئے جوان لڑکے جائیں‘‘۔ چنانچہ 22/اکتوبر 1960ء کو لندن مرکز کے انچارج کی حیثیت سے آپ روانہ ہوئے اور 11/اپریل 1964ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔دو اڑہائی ماہ بعد حضورؓ نے آپ کو احمدیہ ہوسٹل لاہور کا چارج سنبھالنے کا حکم دیا اور یہ خدمت آپ آخر تک بجالاتے رہے۔

آپ صاحب رؤیا وکشوف بھی تھے۔کئی بار قبل از وقت ہمیں کسی خبر سے آگاہ کردیتے۔اللہ تعالیٰ پر بے انتہا توکّل تھا۔1966-65 میں خاکسار M.A. کی طالبہ تھی اور آپ کے ہمراہ عید کے لئے گاؤں جانے کے لئے نکلی لیکن بس اڈّہ پہنچانے کے لئے بھی کوئی رکشہ نہیں مل رہا تھا۔اسی پریشانی میں دیر تک سڑک پر کھڑے رہے حتیٰ کہ شام ہونے لگی تو مَیں گھبرا گئی۔آپ نے میری پریشانی کو محسوس کرکے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ ایک کار ہمارے سامنے آکر رُکی۔ایک شخص نے نکل کر سلام کیا اور پوچھا کہ کہاں جانا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جانا تو اڈّہ تک ہی ہے مگر رش کی وجہ سے رکشہ وغیرہ نہیں مل رہا۔وہ کہنے لگا: اڈّہ سے پھر گجرات جانا ہے! آپ نے پہچانا نہیں، مَیں آپ کا فلاں شاگرد ہوں ......چنانچہ ہم آرام سے گاڑی میں گجرات پہنچ گئے۔

دھیر کے میں محترم چودھری صاحب کا بہت احترام تھا۔سخت متعصب بھی آپ کی امامت میں نماز ادا کرلیتے۔آپ کے بیٹے مسعود کے جنازہ میں اور پھر آپ کی وفات پر بھی بے شمار غیراحمدی ربوہ پہنچ کر نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔

22 جولائی 1968ء کو احمدیہ ہاسٹل موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہوا تو آپ ربوہ آگئے۔چند روز بعد وقف عارضی کے لئے دھیر کے جانا تھا۔لیکن 29 جولائی کی رات حرکت قلب بند ہوجانے سے 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اُسی دن کراچی تشریف لے جانا تھا لیکن محترم چودھری صاحب کے جنازہ کے لئے حضورؒ نے پروگرام تبدیل فرمالیا۔سینکڑوں افراد نے حضورؒ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔

محترم چودھری صاحب کی ساری اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔محترم چوہدری بشیر احمد خانصاحب جو 1974ء میں صدر عمومی ربوہ تھے اور اسیر راہ مولیٰ بھی رہے، آپ کے فرزند تھے۔

اعزاز

2009ء میں روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے مختلف شماروں میں شائع ہونے والے اعلانات کامیابی میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں:

☆ عزیزم سعید احمد کرم ابن عبد الستار صاحب انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ میں اوّل آئے ہیں۔جبکہ عزیزم عمر احمد ابن رانا فاروق احمد صاحب اور عزیزم خالد اسد ابن محمد نواز صاحب نے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ طیبہ مقبول ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر مقبول مبارک ملک صاحب آف میانوالی نے ٹوکیو جاپان میں جولائی 2009ء میں منعقد ہونے والے بیسویں انٹرنیشنل بیالوجی اولمپیڈ میں شرکت کی اور کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ان مقابلوں میں ہر سال ساٹھ سے زائد ممالک شریک ہوتے ہیں اور ہر ملک سے چار طلباء وطالبات فائنل مقابلہ کے لئے چنے جاتے ہیں۔مکرمہ طیبہ مقبول صاحبہ نے پاکستان سے منتخب ہونے والے چار طلباء میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 جولائی 2008ء میں مکرم طارق بشیر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سو سال سے جاری جو محبت کا سفر ہے
یہ پاک مسیحا کی دعاؤں کا اثر ہے
نکلے تھے کبھی گھر سے کبھی اپنے وطن سے
کیا جرم ہوا پوچھ ذرا چرخِ کہن سے
سو سال سے افلاک نے دیکھے ہیں نظارے
بڑھتے ہوئے ہر سمت وہ طوفان کے دھارے
اس راہ میں جو جان سے گزرا وہ امر ہے
انجام اگر یہ ہے تو کس بات کا ڈر ہے

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ جولائی 2008ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

اس کو کیا علم کیا شئے ہے عیشِ بقا، جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا
زندگی ایسے انسان کی بے ذائقہ، جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا
جس کے پیشِ نظر دُنیوی لذتیں، جس کا مقصود ہے صرف جاہ و حشم
دُور تک ایسے انساں کے اندر خلا، جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا
دُنیاداری کی لذّت میں جو مست ہے جس کی نظروں میں ذکرِ خدا پست ہے
ایسے بیمار کا ہے مرض لا دوا، جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا
یہ گزرتا ہوا وقت بیکار ہے ایک سر درد ہے ایک آزار ہے
روز و شب کا سفر اس کا بے فائدہ جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا
عیشِ دُنیا سے عرشیؔ جو مانوس ہے کاش سمجھے یہ کاغذ کا ملبوس ہے
اُس کی عریانیوں کی نہیں انتہا جس کو تُو نہ ملا، جس کو تُو نہ ملا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th April 2011 – 21st April 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 15th April 2011

00:00	Dars-e-Malfoozat
00:25	Tilawat
00:35	Insight & Science and Medicine Review
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th November 1996.
02:15	Historic Facts
03:15	T arjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th April 1995.
05:00	Jalsa Salana Qadian: opening address delivered by Huzoor, on 26th December 2005.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Historic Facts
06:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
07:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 9th April 2011.
08:35	Siraiki Service
09:15	Rah-e-Huda
10:45	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat
13:30	Dars-e-Hadith
13:50	Seerat Sahabiyat-e-Rasool [R]
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
17:45	Historic Facts [R]
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
19:05	Seerat Sahabiyat-e-Rasool [R]
19:35	Yassarnal Qur'an
20:05	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
21:45	Science and Medicine Review & Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 16th April 2011

00:00	Tilawat
00:15	Dars-e-Hadith
00:30	International Jama'at News
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th November 1996.
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 15th April 2011.
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:05	Yassarnal Qur'an
07:30	Jalsa Salana Qadian: an address delivered by Huzoor, on 27th December 2005, from the ladies Jalsa Gah.
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
09:30	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:50	Bangla Shomprochar
14:50	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 16th April 2011.
16:20	Rah-e-Huda
18:15	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
19:25	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]
23:55	Friday Sermon [R]

Sunday 17th April 2011

01:20	Tilawat
01:35	Dars-e-Hadith
01:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st November 1996.
03:15	Friday Sermon: rec. on 15th April 2011.
04:25	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 16th April 2011.
07:30	Children's Corner
08:00	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Qadian: concuding address delivered by Huzoor, on 28th December 2005.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 2nd February 2007.
11:55	Tilawat
12:10	Yassarnal Qur'an
12:40	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05	Bengali Service
14:10	Friday Sermon [R]
15:15	Children's class with Huzoor, recorded on 17th April 2011.
16:30	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:30	Children's class [R]
19:40	Real Talk
20:40	Children's Corner [R]
21:20	Jalsa Salana Qadian [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Ashab-e-Ahmad

Monday 18th April 2011

00:50	Tilawat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	International Jama'at News
02:10	Introduction to the Holy Qur'an
02:20	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th December 1996.
03:55	Friday Sermon: rec. on 15th April 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	International Jama'at News
07:00	Seerat-un-Nabi (saw)
07:50	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 16th April 2011.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st December 1997.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 4th February 2011.
11:10	MTA Variety: speech delivered by Zainuddin Hamid on the existence of God and the need for religion.
11:50	Tilawat
12:05	International Jama'at News
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 15th July 2005.
15:10	MTA Variety [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA Variety
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th December 1996.
20:40	International Jama'at News
21:15	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:20	MTA Variety [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Tuesday 19th April 2011

00:20	MTA Variety
00:45	Tilawat
01:05	Insight & Science and Medicine Review
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th December 1996.
03:00	MTA Variety
03:25	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st December 1997.
04:30	Seerat-un-Nabi
05:20	Jalsa Salana Australia: address delivered by Huzoor, on 15th April 2006, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Science and Medicine Review & Insight
07:05	Yassarnal Qur'an
07:25	Discover Alaska
08:00	Children's class with Huzoor, recorded on 17th April 2011.
09:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 4th June 2010.
12:25	Tilawat
12:40	Zinda Log
13:00	Science and Medicine Review & Insight
13:35	Bangla Shomprochar
14:35	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 14th September 2003.
15:05	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA Variety
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 15th April 2011.
20:30	Science and Medicine Review & Insight
21:05	Children's class [R]
22:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 20th April 2011

00:05	MTA Variety
00:40	Tilawat
00:50	Dars-e-Malfoozat
01:05	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th December 1996.
02:15	Learning Arabic
03:00	Spectrum
04:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 27th November 1999.
05:10	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 14th September 2003.
06:05	Tilawat
06:20	Dua-e-Mustaja'ab
06:40	Yassarnal Qur'an
07:15	Masih Hidustan Main
08:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 16th April 2011.
09:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:15	Tilawat
12:30	Dars-e-Malfoozat
12:50	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:20	Friday Sermon: rec. on 22nd July 2005.
14:20	Bangla Shomprochar
15:40	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:20	Fiq'ahi Masa'il
16:55	Dars-e-Malfoozat [R]
17:25	Attractions of Australia
18:00	MTA Variety
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
19:15	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:35	Real Talk
20:40	Yassarnal Qur'an [R]
21:05	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:45	Friday Sermon [R]
23:50	MTA Variety

Thursday 21st April 2011

00:25	Tilawat
00:50	Dars-e- Malfoozat
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th November 1996.
02:10	Fiqahi Masail
02:40	MTA Variety
03:15	Masih Hidustan Main
04:00	Dua-e-Mustaja'ab
04:15	Friday Sermon: rec. on 22nd July 2005.
05:15	Jalsa Salana Australia: an address delivered by Huzoor, on 16th April 2006, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:25	Children's class with Huzoor, recorded on 17th April 2011.
07:30	Yassarnal Qur'an
07:55	Faith Matters
09:00	Kuch Yaadain Kuch Baatain
09:50	Indonesian Service
10:55	Pushto Service
11:50	Tilawat
12:10	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 15th April 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th April 1995.
15:20	Moshaa'irah
16:15	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an
17:50	Dars-e- Malfoozat
18:20	Jalsa Salana Fiji: concluding address delivered by Huzoor, on 29th April 2006.
19:35	Kuch Yaadain Kuch Baatain [R]
20:10	Faith Matters [R]
21:10	Children's class [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:55	Dars-e- Malfoozat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 08 April, 2011 | Issue No. 14

مَیں بنگلہ دیش میں خاص طور پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے پروگراموں میں تیزی پیدا کریں، ایک جامع پروگرام بنائیں اور دعوت الی اللہ کے کام کو ملک میں کونے کونے میں پھیلا دیں

اگر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے تو پہلے ہمیں اپنی عملی حالت درست کرنی ہوگی۔ ہر احمدی کو اپنے آپ کو احمدیت کا سفیر سمجھنا ہوگا۔ اعمال، اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس کا ہم پرچار کر رہے ہیں۔ اور وہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم ہے جس کے آنے سے شریعت کامل ہوئی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد کے نیک اعمال کا مجموعہ جماعت کی مضبوطی بڑھائے گا۔ اور جب یہ نیک اعمال کامل فرمانبرداری سے ایک ہاتھ کے اشارے پر اٹھتے بیٹھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوں گے تو ایک انقلاب دنیا میں پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔

مَیں نظام جماعت اور تمام ذیلی تنظیموں کو کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی امانت کا حق ادا کریں۔

صرف افراد جماعت سے کامل اطاعت کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے فرائض بھی احسن طریق پر ادا کرنے والے ہوں۔

دعوت الیٰ اللہ کا کام کئی گنا بڑھ سکتا ھے۔ اپنے تبلیغ کے نظام کو مربوط کرنے کی ضرورت ھے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 6 فروری 2011ء بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ سے براہ راست افتتاحی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ۔
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْد فَأَعُوْذُ بِاللّٰه
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ
یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اس وقت مَیں بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے پہلے دن کے ابتدائی اجلاس کے خطاب کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ یہ جلسہ سالانہ جو بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے، یہ نئی جگہ پر ہو رہا ہے جو اس لئے کرائے پر لی گئی تھی کہ زیادہ تعداد میں لوگ شامل ہوسکیں۔ لیکن بدقسمتی سے، قوم کی بدقسمتی کہنا چاہئے، ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ ہر برے حالات میں بھی بہتر حالات پیدا کر دیتا ہے، وہاں مخالفین کے ایک ٹولے نے جلوس نکال کر، انتظامیہ پر دباؤ ڈال کر مجبور کیا کہ یہاں جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ اس لئے وہاں کے حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے انتظامیہ نے ہمیں کچھ تھوڑے وقت کی اجازت دی ہے۔ اس لئے یہ پروگرام مختصر کر کے، مَیں نے نظم بھی چھوٹی پڑھوائی ہے اور اب مَیں خطاب بھی مختصر کروں گا۔ ان کے لئے دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے مشکل حالات میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا پولیس نے اور انتظامیہ نے ہمیں تھوڑا وقت دیا ہے کہ پانچ بجے تک یہ ختم کریں۔ ہم احمدی جو ہمیشہ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور یہی ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم نے سکھایا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت کے اندر اندر یہ جلسہ یا جو بھی پروگرام ہے ہم ختم کرلیں گے کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارا مقصد کسی قسم کا فساد پیدا کرنا نہیں، بلکہ ہم صلح پسند اور امن جُو، امن پسند لوگ ہیں اور اس لئے حکومت کے ہر حکم کی اطاعت کرنا اور اس کی پابندی کرنا ہمارا فرض ہے تاکہ ملک میں ہر طرح سے امن قائم رہے۔ ہم تو اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں جس نے صلح اور امن کی خاطر کفار کی من مانی شرائط کو مان لیا لیکن کسی قسم کی بدامنی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ گو اس جگہ میں تو جلسہ منعقد نہیں ہو سکے گا لیکن ہوسکتا ہے کہ جماعت کی جو اپنی جگہ ہے وہاں جلسہ منتقل ہو جائے اور وہاں منعقد کیا جائے۔ اس لئے جلسہ تو انشاء اللہ تعالیٰ چھوٹے پیمانے پر چلتا رہے گا گو اس میں اتنی وسعت نہیں ہوگی۔ باہر سے جو لوگ آ چکے ہیں وہ تو بہرحال شامل ہوں گے۔ لیکن جو ہمارے خیال میں تھا کہ اس وسیع جگہ پر جلسہ کر کے ہم ایک دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام جماعت کی طرف سے دے سکیں گے، اس میں ان لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو سننے سے محروم رہ جائیں گے۔

پس پہلی بات تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں بنگلہ دیش کے جو لوگ جلسہ کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ اپنے وقت کو، اپنے ہر لمحے کو دعاؤں میں گزاریں اور دنیا کے احمدی بھی ان کے لئے دعائیں کریں۔ ہماری دعائیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایک دن رنگ لائیں گی اور یہی اکثریت جو ہے اقلیت میں بدل جائے گی۔ لیکن اس اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور وہ ہے دعوت الی اللہ کا کام۔ اس کام کو ہم نے ہر حال میں کرتے چلے جانا ہے اور انشاء اللہ کبھی نہیں چھوڑنا۔

پس اس کے لئے مَیں بنگلہ دیش میں خاص طور پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے پروگراموں میں تیزی پیدا کریں۔ ایک جامع پروگرام بنائیں اور دعوت الی اللہ کے کام کو ملک میں کونے کونے میں پھیلا دیں۔ لیکن اس کام کے اچھے نتائج اسی وقت پیدا ہوں گے جب ہم اس پیغام کو پہنچانے کے ساتھ ساتھ اپنے عملوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے اور جب ہمارے عمل، ہماری تعلیم اور ہمارے پیغام کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں گے۔ ورنہ دنیا کہے گی تم مجھے کیا نصیحت کر رہے ہو؟ مجھے کیا تبلیغ کر رہے ہو؟ مجھ سے کیا اسلام کی خوبیاں بیان کر رہے ہو؟ مجھے کیا بتا رہے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور قرآنِ کریم کی پیشگوئی کے مطابق وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کے مطابق مسیح موعود آ گیا ہے؟ تم یہ بتاؤ کہ تم جن باتوں کی طرف توجہ دلا رہے ہو اور فخر سے بتا رہے ہو ان باتوں نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہی احسن بات کہنے والا نہیں بن جاتا بلکہ عملِ صالح کا نمونہ دکھانا بھی ضروری ہے۔ نیک اعمال بجالانے بھی ضروری ہیں۔ کیونکہ بات وہی اثر کرتی ہے جس کے کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر رہا ہو۔ ایک شخص دوسرے کو سچائی کی کیا تلقین کرے گا جبکہ وہ خود جھوٹ کا سہارا لے رہا ہو۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے تو پہلے ہمیں اپنی عملی حالت درست کرنی ہوگی۔ ہر احمدی کو اپنے آپ کو احمدیت کا سفیر سمجھنا ہوگا۔ اعمال، اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس کا ہم پرچار کر رہے ہیں۔ اور وہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم ہے جس کے آنے سے شریعت کامل ہوئی۔ قرآنِ کریم میں سینکڑوں حکم ہیں جن کی ایک مومن کو تلقین کی گئی ہے۔ اور ہمیں کہا گیا ہے کہ تم ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرو تب تم اعمالِ صالحہ بجالانے والے کہلا سکو گے۔ ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ جن باتوں کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اس کے عظیم ترین معیار تمہارے سامنے ہیں۔ بیشک ہر ایک انسان اپنی اپنی استعداد کے مطابق اعمال بجا لاتا ہے۔ اس کے کم معیار بھی ہیں لیکن اُن احکامات پر عمل کرنے اور اُن اعمال کو بجالانے کے لئے ہر ایک کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں، اخلاق میں، عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں“۔ فرمایا: ”پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کرسکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں